یہ حاضری کا سبب بار بار آپ ﷺ سے ہے مقدس مقامات کا تعارف
آداب اور مختلف سوالات کے جوابات پر مبنی ایمان افروز سفرنامہ

درِ رسول ﷺ پر حاضری
کی شرعی حیثیت

فیضان

حضرت علامہ الحاج المفتی
فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی

مرتب

الحاج مفتی صاحبزادہ
محمد فیاض احمد اویسی

کتب خانہ امام احمد رضا

یہ حاضری کا سبب بار بار آپ ﷺ سے ہے مقدس مقامات کا تعارف
آداب اور مختلف سوالات کے جوابات پر مبنی ایمان افروز سفرنامہ

درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی شرعی حیثیت

فیضان

حضرت علامہ الحاج المفتی
فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

الحاج مفتی صاحبزادہ
محمد فیاض احمد اویسی

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور
0313-8222336
0321-4716086

نام کتاب ——— درِ رسول ﷺ پر حاضری کی شرعی حیثیت

مؤلف ——— الحاج مفتی صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی

پروف ریڈنگ اور تزئین ——— ریاست علی مجددی

باہتمام ——— شیخ محمد سرور اویسی، عبدالشکور رضا

قیمت ——— 140 روپے

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والضحیٰ پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور
صراط مستقیم پبلی کیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفےٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلی کیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ مثنویہ بہاولپور

فہرست

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد!

فقیر محمد فیاض احمد اویسی پر اللہ اور اُس کے پیارے محبوب کریم، روف و رحیم ﷺ کا خاص فضل و کرم ہے کہ مدینہ منورہ کی بار بار حاضری سے نواز رہے ہیں، سچ ہے کہ......

نہ کوئی عمل ہے..... نہ منہ دیکھانے کے قابل ہے، پھر بھی نوازتے جا رہے ہیں۔

حضور سیدی والد گرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی خاص دُعا ہے اور فقیر کے ساتھ آپ کی آخری گفتگو یہ تھی جو دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر فرمایا:

''مدینہ شریف سلام عرض کرنا''

اس کلام کے بعد فقیر کے ساتھ کوئی بات نہ ہوئی۔ ان کے سلام ''الفاظ'' کے تو تھے ہی مگر فقیر کے حق میں ایک مقبول دُعا بھی تھی جو فقیر کے حق میں قبول ہوئی۔ علامہ ابوالمصعب غلام شبیر المدنی زید مجدہٗ (کو اللہ تعالیٰ بال بچوں سمیت مدینہ منورہ میں ہمیشہ آباد رکھے) نے پہلے تو اپنی کمپنی سے ہر دو ماہ بعد عمرہ ویزہ لگواتے، اب (۱۴۳۸ھ

سے) مستقل ویزے کا انتظام کر دیا ہے۔ فقیر کے لیے آنا جانا آسان ہو گیا۔ فقیر کی عادت ہے حرمین طیبین کی حاضریوں کے احوال وہیں پر لکھتا رہتا ہے۔ گذشتہ حاضریوں کا تذکرہ "زندگی کا حاصل ہے حاضری مدینے کی" اور "دیارِ پاک کا ہر منظر حسیں ہے" برادرِ طریقت حضرت حاجی شیخ محمد سرور اویسی (گوجرانوالہ) نے شائع کیں، احباب نے بیحد پسند فرمایا، اب (صفر المظفر ۱۴۳۸ھ) میں حاضری احوالِ مدینہ منورہ میں لکھتا رہا، جو ایک ضخیم کتاب کی صورت اختیار کر گیا۔ اس میں صرف شب و روز کا ذکر ہی نہیں بلکہ بہت ساری معلومات بھی ہیں۔ ابتدائی صفحات پر "زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن وحدیث کی روشنی میں" ایک جامع مضمون ہے، اگر علیحدہ شائع کیا جائے تو مستقل رسالہ ہے۔

اس مرتبہ حاضری کے احوال کا نام "یہ حاضری کا سبب بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے" رکھتا ہوں، اس دُعا کے ساتھ۔

الٰہی مدینہ مقام ہو جائے ...... درِ رسول پہ قصہ تمام ہو جائے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

فقط...... مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

درگاہ حضور فیض ملت محدث بہاولپوری

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پنجاب پاکستان

۷/ربیع الاول شریف ۱۴۳۸ھ/ 7/دسمبر 2016ء بدھ

مقدمہ

روضۂ رسولِ کریم، رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری مؤمن کی معراج ہے، اہل ایمان کا شروع سے یہ معمول رہا کہ مدینہ منورہ جاتے وقت روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان نے کیا خوب فرمایا:

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

مگر جب سے نجد سے قرن الشیطان (شیطان کا سینگ) ظاہر ہوا اُمت مسلمہ کا یہ متفقہ مسئلہ (روضۂ اَقدس کی حاضری کی نیت) بھی ان کی باطل شریعت کی زد میں آیا حجاج کرام/معتمرین/زائرین مدینہ بخوبی جانتے ہیں کہ (جدہ/مدینہ منورہ) ائیرپورٹ پر اُترتے ہی رسائل و کتب و پمفلٹ جو تقسیم ہوتے ہیں اُن میں بس اسی بات پر زیادہ زور و شور ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ آتے وقت مسجد نبوی شریف کی نیت کریں، روضۂ اقدس کے ارادے مدینہ منورہ آنا خلافِ سنت ہے بلکہ معاذ اللہ شرک کہتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے مدینہ منورہ جانا محض ایک سفر ہی نہیں بلکہ ایک اہم ترین مقبول عبادت بھی ہے۔ لہٰذا اس مبارک سفر کے دوران سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی نیت کرنی چاہیے۔ علماء اُمت نے اسے نہ صرف جائز بلکہ

واجب ... کے قریب لکھا ہے۔ جبکہ عشق کہتا ہے:

"زندگی کا حاصل ہے حاضری مدینے کی"

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزرگانِ دین نے روضۂ انور کی زیارت کی سعادت کے حصول کا قصد فرمایا اور بارگاہِ نور کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ امام الاولین والآخرین، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ اللعالمین، محبوب رب العالمین ﷺ کے دربار پرانوار کی حاضری اور قبرانور کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً وفعلاً بہترین سنت اور مؤکدترین مستحبات میں سے ہے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ خدا رسول ﷺ کی قبرانور کی زیارت ایک متفق علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے اور بعض علمائے مالکیہ درِنور کی حاضری اور قبرنور کی زیارت کو واجب کہتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بارگاہِ نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت مؤکدترین مستحبات بلکہ قریب واجب ہے۔ (جذب القلوب)

☆ شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اذاانصرف الحجاج والمعتمرون من مكة فليتوجهوا الى مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم لزيارة تربته صلى الله عليه وسلم فانها من اهم القربات و انجح المساعي۔ (الایضاح ص 447)

جب حج اور عمرہ کرنے والے مکہ سے لوٹیں تو نبی اقدس ﷺ کی روضہ اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کریں کیونکہ یہ تقرب کے ذرائع میں سے اہم ذریعہ اور کامیابی کی کوششوں میں سے اہم ترین کوشش ہے۔

فقیر اپنی حاضری کا احوال عرض کرنے سے قبل روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کی شرعی حیثیت قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کرتا ہے' تاکہ منکرین کے اعتراضات کے جوابات ہو جائیں۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

روضۂ اقدس پر حاضری کی شرعی حیثیت

نبی کریم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کی شرعی حیثیت پر اُمتِ مسلمہ کا اِجماع ہے۔ کئی ائمہ احناف کے نزدیک واجب ہے' جبکہ ائمہِ مالکیہ کے نزدیک قطعی طور پر واجب ہے۔ اُن کے علاوہ دیگر اہل سنت کے مکاتب و مذاہب بھی اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ عشق والے تو کہتے ہیں:

کعبے والے کعبہ کو جائیں گے
ہم کوئے یار کو کعبہ بنائیں گے

قرآن کریم کی روشنی میں

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم یوں فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(النساء 4۔64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان

پائیں۔ (کنز الایمان)

اس آیتِ کریمہ کو فقط سرورِ کونین ﷺ کی ظاہری حیات پر محمول کرنا' جیسا کہ نجدی وہابیوں کا گمان ہے' نصِ قرآنی کا غلط اِطلاق اور قرآن فہمی سے ناآشنائی کی دلیل ہے۔ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے محدثین و مفسرین نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کو مطلق قرار دیا ہے۔ منکرین کے مسلمہ مفسر ابنِ کثیر نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کے تحت لکھا:

یُرشد تعالی العصاة والمُذنبین إذا وقع منهم الخطأ والعصیان أن یأتوا إلی الرسول صلی الله علیه وآله وسلم، فیستغفروا الله عنده' ویسألوه أن یغفر لهم' فإنهم إذا فعلوا ذلك تاب الله علیهم ورحمهم وغفر لهم: ولهذا قال۔ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا وقد ذکر جماعة منهم الشیخ أبو منصور الصبّاغ فی کتابه الشامل الحکایة المشهورة، عن العتبی، قال کنتُ جالساً عند قبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم، فجاء أعرابی فقال۔ السلام علیك یارسول الله سمعتُ الله یقول وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا وقد جئتُكَ مستغفراً لذنبی مستشفعاً بكَ إلی ربی ثم انشأ یقول۔

یا خیر من دفنت بالقاع أعظمه
فطاب من طیبهن القاع والأکم
نفسی الفداء لقبر أنت ساکنه

فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثُم انصرف الأعرابيّ، فغلبتني عيني، فرأيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم في النوم' فقال يا عتبي الحق الأعرابيّ، فبشره أن الله قد غفر له۔

اللہ تعالیٰ نے عاصیوں اور خطا کاروں کو ہدایت فرمائی ہے کہ جب ان سے خطائیں اور گناہ سرزد ہو جائیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے اور خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عرض کرنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دُعا فرمائیں جب وہ ایسا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع فرمائے گا' انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ اِسی لئے فرمایا گیا: لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے)۔ یہ روایت بہت سارے مفسرین نے بیان کی ہے جن میں سے ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب الحکایات المشہورۃ میں لکھا ہے عُتبی کا بیان ہے کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک دیہاتی آیا اور اُس نے کہا:

- اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ " میں نے سنا ہے اللہ پاک کا ارشاد ہے:

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہوئے اور آپ

کو اپنے رب کے سامنے اپنا سفارشی بناتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔

پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

''اے مدفون لوگوں میں سب سے بہتر ہستی' جن کی وجہ سے میدان اور ٹیلے اچھے ہو گئے' میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ رونق افروز ہیں' جس میں بخشش اور جود و کرم جلوہ افروز ہے۔

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی' میں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ مجھ سے فرما رہے تھے ''عتبی'' اعرابی حق کہہ رہا ہے' پس تو جا اور اُسے خوش خبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

(ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' 1۔520 - 519)

اعرابی کا مذکورہ بالا مشہور واقعہ درج ذیل کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے:

1)۔ بیہقی' شعب الایمان' 3۔495 '496' رقم 4178

2)۔ ابن قدامۃ' المغنی' 3۔298

3)۔ نووی' کتاب الأذکار۔92 '93

4)۔ سبکی' شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام۔46۔47

5)۔ مقریزی' امتاع الأسماع' 14۔615

امام قرطبی نے اپنی معروف تفسیر الجامع لاحکام القرآن (5/ 265 ۔ 266) میں عتبی کی روایت سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ یوں بیان کیا ہے:

روی أبو صادق عن علی، قال: قدم علینا أعرابیّ بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بثلاثۃ أیام' فرمی بنفسہ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' وحثا علی رأسہ من ترابہ' فقال قلت یا رسول اللہ!

فسمعنا قولك، و وَعَيْتَ عن الله فوعينا عنك، و كان فيما أنزل الله عليك وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ الآية، وقد ظلمتُ نفسي، وجئتُكَ تستغفر لي فنودي من القبر أنه قد غفر لك

- ابوصادق نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے سامنے ایک دیہاتی حضور نبی اکرم ﷺ کی تدفین کے تین دن بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اُس نے فرطِ غم سے اپنے آپ کو نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر گرا لیا۔ قبر انور کی مٹی اپنے اُوپر ڈالی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا اور ہم نے آپ کا فرمان مبارک سنا ہے، آپ ﷺ نے اللہ سے احکامات لئے اور ہم نے آپ ﷺ سے احکام لئے اور اُنہی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ......

(اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے......)

میں نے بھی اپنے اوپر ظلم کیا ہے، آپ ﷺ میرے لیے اِستغفار فرما دیں۔ اعرابی کی اِس (عاجزانہ اور محبت بھری) التجاء پر اُسے قبر سے ندا دی گئی: بیشک تمہاری مغفرت ہوگئی ہے۔ (قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 5۔265)

عتبی کی اس روایت پر اکابر محدثینِ کرام نے اعتماد کیا ہے۔ امام نووی نے اسے اپنی معروف کتاب ''الایضاح'' کے چھٹے باب (ص 454 ،: 455) میں، شیخ ابوالفرج بن قدامہ نے اپنی تصنیف الشرح الکبیر (3۔495) میں اور شیخ منصور بن یونس بہوتی نے اپنی کتاب کشاف القناع (5۔30)، جو مذہب حنبلی کی مشہور

کتاب ہے میں اسے نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں تمام مذاہب کے اجل ائمہ وعلماء کرام کا عتبی کی روایت کے مطابق دیہاتی کا روضہ رسول ﷺ پر آ کر مغفرت طلب کرنا ان کی کتابوں میں زیارۃِ روضہ رسول ﷺ یا مناسکِ حج کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔ جن میں مفسر ابنِ کثیر، امام نووی، امام قرطبی، امام ابنِ قدامہ، امام سبکی، امام جلال الدین سیوطی، امام زرقانی سمیت کئی ائمہ شامل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان اکابر محدثین ومفسرینِ کرام نے کفر اور گمراہی کو نقل کیا ہے؟ یا (معاذ اللہ) وہ بات نقل کی ہے جو بت پرستی یا قبر پرستی کی غماز ہے؟ اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو پھر کس امام کو معتبر اور کس کتاب کو ثقہ و مستند مانا جائے گا؟ نجدی وہابی کیا جواب دیں گے؟؟؟

لہٰذا جب نبی کریم ﷺ کا بعد از وصال اُمت کے لئے اِستغفار فرمانا ممکن ہے اور آپ ﷺ کا اُمت کے حق میں انتہائی شفیق ورحیم ہونا نصوصِ قرآن وسنت سے ثابت اور متحقق ہے تو یہ امر قطعاً وحتماً معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بعد از وصال بھی روضہ مبارک پر حاضرِ خدمت ہونے والوں کو محروم نہیں فرماتے۔ ہر لحظہ ہر آن ان کے کرم کا دریا موجزن ہے منگتے کا ہاتھ اُٹھنے سے پہلے جھولی بھر دی جاتی ہے۔

مگر یہ علمی خیانت؟

آپ امام نووی کی "کتاب الاذکار" کا کوئی بھی نسخہ دیکھ لیں آپ کو ایمان میں تازگی اور حب رسول میں اضافہ کرنے والی حضرت عتبی کی یہ روایت مل جائیگی، مگر نجدی وہابیوں کے دارالہدیٰ ریاض سعودی سے شائع کردہ نسخے سے یہ روایت حذف کر دی گئی ہے۔

☆ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (النساء، 4-100)

اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا۔ (کنزالایمان)

اس فرمانِ خداوندی کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے اور درِ رسول ﷺ کی حاضری کی تڑپ کا یہ عالم تھا جو چلنے کے بھی قابل نہ تھے وہ بھی عازم مدینہ ہو گئے۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں رہنے والے حضور نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت جُندُع بن ضَمرہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے جب فرمانِ خداوندی سنا تو دل میں مدینہ طیبہ کی سکونت کی اس قدر آرزو پیدا ہوئی کہ انہوں نے اسی وقت اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ میرے لئے ہجرت کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں' اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا ہے اور مدینۃ الرسول جانے والے راستے کو بھی خوب جانتا ہوں یہ درست ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں' پیدل سفر کے قابل نہیں ہوں اور اونٹ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ تم مجھے اونٹ پر پالان رکھ کر اس میں بٹھا دو اور میرے اونٹ کو میرے محبوب نبی کریم ﷺ کے شہر کی طرف جانے والے راستے پر ڈال کر ارحم الراحمین کے حوالے کر دو' اب میں اِس شہر میں مزید ایک رات بھی نہیں رہ سکتا۔

اُس عاشق صادق کے بچوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے والد کو اونٹ پر سوار کر کے جانب مدینہ روانہ کر دیا۔ یہ ضعیف ابھی تھوڑا سا سفر کر کے مقام تنعیم (جہاں اب مسجد عائشہ ہے' جہاں سے اہل مکہ عمرہ کے لیے احرام باندھتے ہیں) تک ہی پہنچا تھا کہ اُس عاشق صادق کو پیام اجل آ گیا اور یہ زندگی کی سرحد عبور کر کے دارالفناء سے رخصت ہو گئے۔ جب اس عاشق رسول کی وفات کی خبر مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو پہنچی تو انہیں بہت صدمہ ہوا اور انہوں نے بڑے افسوس سے کہا کہ کاش! جندع مدینہ منورہ پہنچ کر فوت ہوتے۔ انہوں نے

ہجرت کی، مگر رسول پاک ﷺ کے قدموں تک نہ پہنچ سکے۔ جب صحابہ کرام نے یہ بات کہی، تو اللہ رب العزت نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی جس میں اس مہاجر کو بارگاہِ محبوب کریم ﷺ میں نہ پہنچنے کے باوجود پورا پورا اجر و ثواب عطا فرمانے کا اعلان فرمایا:

ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله ...... (ترجمہ اوپر گزرا)

آیتِ مقدسہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جو شخص اپنے دل میں مدینہ منورہ محبوب کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر اختیار کرتا ہے اس پر بھی اسی ہجرت الی الرسول ﷺ کا اطلاق ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضور نبی اکرم ﷺ نے مختلف طریقوں سے ازرہِ شان وفضیلت کہیں اپنے روضۂ اقدس، کہیں اپنے مسکن مبارک اور کہیں اپنے منبر شریف کی زیارت کی ترغیب دی ہے۔ اس شان وفضیلت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اُمت میں اِن مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔ ذیل میں قبرِ انور کی فضیلت بزبانِ رسالت مآب ﷺ ملاحظہ کریں:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

1) دار قطنی، السنن، 2۔278

2) حکیم ترمذی، نوادر الاصول، 2۔67

3) بیہقی، شعب الایمان، 3۔490، رقم۔4159، 4160

اس حدیث کے تحت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ثم يشمل زيارته صلى الله عليه وسلم حيا وميتاً ويشمل للذكر والانثیٰ الاتی فمن قرب او بعد فيستدل به على فضيلة شد الرحال لذالك وندب السفر للزيارة اذ للوسائل حكم المقاصد۔

(حاشیہ علی الایضاح ص481)

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی (ظاہری) زندگی اور وصال کے بعد دونوں حالتوں کی زیارت کو شامل ہے۔ نیز یہ حدیث قریب وبعید کے ہر زائر کو شامل ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ یہ حدیث نبی اقدس ﷺ کی قبر کی طرف سفر کرنے کی فضیلت اور اس کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے' اس لیے کہ وسائل کا حکم مقاصد والا ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ' وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي ۔

میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے' اور (روزِ قیامت) میرا منبر میرے حوضِ (کوثر) پر ہوگا۔

1) . بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب فضل مابین القبر والمنبر

2) . مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب مابین القبر والمنبر،

☆ ۔ ابو صالح ذکوان سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

مِنْبَرِی هٰذَا عَلٰی تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ، وَمَا بَيْنَ حُجْرَتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہوگا اور میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(احمد بن حنبل المسند، 2۔534)

☆ محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو روضۂ اطہر کے پاس روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے یہی وہ جگہ ہے جہاں (محبوبِ خدا ﷺ کی یاد میں) آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے خود حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَا بَيْنَ قَبْرِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(بیہقی، شعب الایمان، 3۔491)

☆۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَوَائِمُ مِنْبَرِی رَوَاتِبُ فِی الْجَنَّةِ۔

میرے اس منبر کے پائے جنت میں پیوست ہیں۔

1). نسائی السنن الکبریٰ 1۔257، رقم 775

2). احمد بن حنبل المسند، 6۔289

3). عبد الرزاق المصنف، 3۔182، رقم 5242

فائدہ

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اِمام بخاری اور اِمام مسلم جیسے اَجل ائمہِ حدیث نے اپنی کتب میں روضۂ اَطہر اور منبر مبارک کی درمیانی جگہ کی فضیلت سے متعلق اَحادیث بیان کرتے ہوئے اُس کا عنوان اِس طرح قائم کیا ہے۔

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (الصحیح 1۔399) میں کتاب التطوع کے باب نمبر 18 کا عنوان فَضْلُ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنبَرِ رکھا ہے۔

اِمام مسلم نے (الصحیح 2۔1010) میں کتاب الحج کے باب نمبر 92 کا عنوان مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ رکھا ہے۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبرِ انور کی نشاندہی کرتے ہوئے خود فرمادیا کہ میری قبرِ اَنور میری اَزواجِ مطہرات کے گھروں میں ہے' لہٰذا مَا بَيْنَ بَيْتِي کے الفاظ میں معناً قبرِ اَنور مراد ہے' جبکہ قبرِ اَنور کا ذکر لفظاً (مَا بَيْنَ قَبْرِي) بھی آیا ہے' اور اُن کی زیارت کے لئے جانا ایسا ہے' جیسے کوئی شخص جنت میں جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک زیارتِ قبرِ انور کی نیت سے سفر کرنا اُمتِ مسلمہ کا پسندیدہ اور محبوب عمل رہا ہے۔ ایسا محبوب عمل جس کی ادائیگی تو کجا اس کی محض یاد بھی موجب برکت وسعادت ہے۔

☆ ذہبی نے (میزانُ الاعتدال 6۔567) میں کہا ہے کہ اسے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابنِ خزیمہ نے مختصر المختصر میں نقل کیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں حلّت له شفاعتی کے الفاظ بھی ہیں۔ امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق میں لکھتے ہیں کہ ائمہِ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی چند اِسناد بیان کرنے اور جرح وتعدیل کے

بعد فرماتے ہیں:

مذکورہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے۔ جن احادیث میں زیارتِ قبرِ انور کی ترغیب دی گئی ہے ان کی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، اِن احادیث سے مذکورہ حدیث کو تقویت ملتی ہے اور اِسے حسن سے صحیح کا درجہ مل جاتا ہے۔

(سبکی شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام۔ 3، 11)

☆ عبدالحق اِشبیلی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا میں اسے صحیح کہا ہے۔ شیخ محمود سعید ممدوح رفع المنارہ میں اس حدیث پر بڑی مفصل تحقیق کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور قواعدِ حدیث بھی اِسی رائے پر دلالت کرتے ہیں۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کے زائر پر حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت متحقق اور لازم ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ سے زائر کی معافی و درگزر کی سفارش کرنا لازم ہوگیا۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

1) . بیہقی، شعب الإیمان، 3۔490، رقم 4157 :

2) . سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام 28

3) . مقریزی' إمتاع الأسماع' 14-614

امام عسقلانی نے (تلخیص الحبیر 2-267) میں اسے مرفوع کہا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا يَعْمَلُهُ حَاجَةً إِلَّا زِيَارَتِي' كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جو بغیر کسی حاجت کے صرف میری زیارت کے لیے آیا اُس کا مجھ پر حق ہے کہ میں روزِ قیامت اُس کی شفاعت کروں۔

1) . طبرانی' المعجم الکبیر' 12-225 ' رقم 13149

2) . طبرانی' المعجم الأوسط' 5-275' 276' رقم 4543

3) ہیثمی' مجمع الزوائد' 4-2

4) ذہبی نے (میزان الاعتدال 6-415) میں اسے مرفوع کہا ہے۔

ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب السنن الصحاح مأثورۃ عن رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں اس کتاب میں نقل کردہ روایات کو بالاجماع ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح قرار دیا ہے۔ اِس حدیثِ مبارکہ کو اُنہوں نے کتاب الحج میں باب ثواب من زار قبر رسول اللہ ﷺ میں بھی نقل کیا ہے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ زَارَ قَبْرِي، أَوْ قَالَ مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْ شَهِيْدًا' وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ مِنَ الْآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا)

میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اور جو کوئی دو حرموں
میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت ایمان
والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔

1) ۔طیالسی، المسند، 12، 13، رقم 65
2) ۔دار قطنی، السنن، 2۔278
3) ۔بیہقی، السنن الکبریٰ، 5۔245، رقم 10053

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے:

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ وَفَاتِی، فَكَأَنَّمَا زَارَنِی فِی حَيَاتِی۔
جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو
گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

1) ۔دار قطنی، السنن، 2۔278
2) ۔طبرانی، المعجم الکبیر، 12۔310، رقم 13497
3) ۔طبرانی، المعجم الاوسط، 4۔223، رقم 3400

☆ خطیب تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح ,2۔128، کتاب المناسک، رقم (2756) میں اسے مرفوع حدیث قرار دیا ہے۔

ازالہ وہم

نجدی وہابی غیر مقلدین اپنے باطل عقیدے کی بناء پر حدیث ''لا تشد الرحال'' سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام و صالحین کے مزارات کی زیارت سے منع کرتے ہیں اور اسے (معاذ اللہ) سفرِ معصیت و گناہ اور شرک قرار دیتے ہیں وہ

یقیناً غلطی پر ہیں۔ صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری بلند درجہ باعث ثواب اعمال میں سے ہے۔ نیز صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک اہلِ اسلام کا یہ معمول ہے کہ وہ ذوق و شوق سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جاتے ہیں اور اسے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر عظیم سعادت و خوش بختی سمجھتے ہیں۔

(حدیث لاتشد الرحال پر تفصیلی بحث آنے والے صفحات پر ملاحظہ کریں)

زیارت نہ کرنے پر وعیدات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے:

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبرِ انور کی) زیارت نہ کی تو اُس نے میرے ساتھ جفا کی۔

1) . سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام 21
2) . ابن حجر مکی، الجوہر المنظم 28
3) . نبہانی، شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق 82

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بڑا واضح ہے۔ اس میں اُمتِ مسلمہ کے لئے تنبیہ بھی ہے کہ جس مسلمان نے حج کی سعادت حاصل کی مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری نہ دی اس نے آپ کے ساتھ ظلم کی اور آپکے لطف و کرم سے محروم ہوا جبکہ زائرِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا منفرد اعزاز نصیب ہوگا۔

شفاعت خاص نصیب ہوگی

☆ اس حوالے سے امام علامہ امام ابوالحسن علی تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں لکھتے ہیں:

روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والے عشاق کو وہ شفاعت نصیب ہوگی جو دوسروں کے حصہ میں نہیں آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زائرینِ قبرِ انور ایک خاص شفاعت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور انہیں بالخصوص یہ منفرد اعزاز حاصل ہوگا۔ اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ حضور ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کی برکت کے باعث شفاعت کے حقدار ٹھہرنے والے عمومی افراد میں زائر کا شامل ہونا واجب ہوجاتا ہے۔ بشارت کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ قبرِ رسول ﷺ کا زائر حالتِ ایمان پر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگا۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ فرشتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقرب بندے بھی شفاعت کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہونے والوں کا اعزاز یہ ہے کہ خود آقا ﷺ اُن کی شفاعت فرمائیں۔

☆ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قال مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّهَا أَفْضَلُ الْمَنْدُوبَاتِ وفى مَنَاسِكِ الْفَارِسِيِّ وَشَرْحِ الْمُخْتَارِ انها قَرِيبَةٌ من الْوُجُوبِ لِمَنْ لَهُ سَعَةٌ وَالْحَجُّ إِنْ كان فَرْضًا فَالْأَحْسَنُ أَنْ يَبْدَأَ بِهِ ثُمَّ يُثَنِّي بِالزِّيَارَةِ وَإِنْ كان نَفْلًا كان بِالْخِيَارِ فاذا نَوَى زِيَارَةَ الْقَبْرِ فَلْيَنْوِ معه زِيَارَةَ مَسْجِدِ رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ج1 ص291)

ہمارے مشائخ نے فرمایا نبی اقدس ﷺ کی قبر کی زیارت افضل

مستحب ہے۔ مناسکِ فارسی اور شرح مختار میں ہے، جس میں ہمت ہو اس کے لیے وجوب کے قریب ہے۔ اگر حج فرض ہے تو پہلے حج کرے اور بعد میں زیارت اور اگر حج نفل ہے تو پھر اختیار ہے۔ ہاں اگر زائر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی نیت کرے تو اسے چاہیے کہ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت بھی کر لے۔

☆ فقہ حنفی کی بے مثال کتاب الدرالمختار مع شرح ردالمختار میں لکھا ہے:

زیارۃ قبرہ مندوبۃ باجماع المسلمین کما فی اللباب۔

(درمختار مع ردالمختار ج4 ص63)

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت مستحب ہے۔

ستر ہزار فرشتے صبح و شام

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مایہ ناز کتاب جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (حضرت کعب) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے ان کی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر جاری تھا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو ستر ہزار فرشتے قبرِ مطہر حضور کے گرداگرد آ جاتے ہیں اور صلوٰۃ (درود) بھیجتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو چلے جاتے ہیں اور دوسرا اگر وہ فرشتوں کا اسی تعداد میں آ جاتا ہے اور جس طرح انہوں نے درود بھیجا تھا یہ بھی وہی کرتے ہیں، جس وقت تک آپ روضہ (قبر) سے نکلیں گے اس وقت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔

جواب طلب امر یہ ہے کہ ملائکہ روضہ اقدس پر حاضری کے کس نیت سے آتے

ہیں ان کا کیا فتویٰ ہوگا؟؟؟؟

مدینہ کی مٹی شفاء ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو سیدنا صدیق اکبر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا میں نے آ کر نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے دُعائیہ کلمات کہے کہ خداوندا مدینہ کو ہمیں ایسا ہی محبوب بنادے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس خطہ کو صحت کا گھوارہ بنادے یہاں کے صاع اور مُد میں ہمارے لئے برکتیں عطا فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ مریض کے لئے فرمایا کرتے تھے اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ مل کر ہمارے بیمار کو شفاء دیتی ہے۔ (رواہ البخاری)

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں مدینہ پاک کی خصوصیات میں لکھا ہے کہ اس کا غبار جذام اور برص کے لئے خصوصیت سے شفاء ہے۔ علامہ زرقانی نے بعض لوگوں کے حالات بھی لکھے ہیں جن کو برص کی بیماری تھی اور مدینہ پاک کی مٹی ملنے سے وہ اچھے ہوئے۔ علامہ قسطلانی کہتے ہیں بلکہ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ قبیلہ بنوالحارث کے پاس گئے وہ لوگ بیمار تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا حال ہے؟ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم لوگ بخار میں مبتلا ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس تو صعیب موجود ہے۔ (یہ مدینہ کی ایک خاص جگہ کا نام ہے جو وادی بطحان میں ہے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ صعیب کو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا اس کی مٹی لے کر پانی میں ڈال کر اس پر یہ پڑھ کر لب ڈالو:

"بسم اللّٰہ تراب ارضنا بریق بعضنا شفاء لمریضنا باذن ربنا"

ان حضرات نے اس کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخار جاتا رہا۔

اس واقعہ کے نقل کرنے والے ایک راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کے اس جگہ سے مٹی اٹھانے کی وجہ سے وہاں گڑھا بھی پڑ گیا۔ بہت سے لوگوں نے اس کا تجربہ کیا۔ علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ یہ جگہ اب تک بھی موجود ہے۔ لوگ اس کی مٹی بیماروں کے واسطے لاتے ہیں۔ حضرت ثابت بن قیس حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کا غبار کوڑھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔ (زرقانی)

روضہ رسول کریم ﷺ کی حاضری اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

مستند احادیث مبارکہ سے ثابت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح و شام حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت اور دیدار سے اپنے قلوب و اذہان کو راحت و سکون پہنچاتے رہے اُن کے دل میں ہر لحہ یہ تمنا رہتی تھی کہ اُن کے محبوب رسول ﷺ کبھی بھی اُن سے جدا نہ ہوں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیاتِ محبت کا والہانہ اظہار حضور ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھی اسی طرح بعد از وصال بھی وہ دیوانہ وار حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتے اور اس حاضری میں بھی ان کی کیفیات دیدنی ہوتیں۔ یعنی ادبِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ محبت اور عشق کی تمام تر بے قراریاں جذب و شوق اور کیفیتِ فراق اور غمِ ہجر کی لذتیں ان کے ایمان کو جلا بخشتی تھیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی روضۂ انور کی زیارت کے حوالہ سے صحابہ کرام کے ان ہی کیفیاتِ شوق پر مبنی معمولات درج ذیل ہیں۔

☆ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ میں حاضری کی دعوت دیتے ہوئے کہا:

هل لك أن تسير معي إلى المدينة فنزور قبر النبي صلي الله عليه و آله وسلم وتتمتع بزيارته ' فقلت نعم يا أمير المؤمنين ۔

کیا آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟ تو انہوں نے عرض کیا جی امیر المؤمنین۔

پھر جب حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو سب سے پہلے بارگاہ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری دی اور سلام عرض کیا' پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر کھڑے ہو کر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

1) . واقدی' فتوح الشام' 1۔244

2) . ہیتمی' الجوہر المنظم۔2 . 27

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اُم المؤمنین حضرت سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں' وہ خود فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ أَبِي، فَاَضَعُ ثَوْبِي فَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي' فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَ اللهِ مَا دَخَلْتُ اِلَّا وَ اَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ۔

میں اس مکان میں جہاں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد گرامی

آرام فرما ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کر کے اپنی چادر (جسے بطور برقع اوڑھتی وہ) اُتار دیتی کہ یہ میرے شوہرِ نامدار اور والدِ گرامی ہی تو ہیں' لیکن جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی۔

1) . أحمد بن حنبل' المسند' 6۔202.

2) . حاکم' المستدرک' 3۔61 ' رقم 4402 :

3) . مقریزی' إمتاع الاسماع' 14۔607

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روضہ اقدس ﷺ پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا' جو آج اُمت مسلمہ کے لیے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

اہل مدینہ کو روضہ اقدس پر حاضری کا حکم دیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔

چنانچہ امام دارمی صحیح اِسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

قُحِطَ أهلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا إِلَى عائشة، فَقَالَتْ انْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ، حَتَّى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ فَفَعَلُوْا فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ' فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ۔

ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی اس پریشانی کی) شکایت کی۔
آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور ﷺ کی قبرِ مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک روشندان آسمان کی طرف کھولو تاکہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اُونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ پس اُس سال کا نام ہی عام الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال) رکھ دیا گیا۔

1) . دارمی، السنن، 1۔56، رقم 92 :

2) : ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ۔817۔818، رقم 1534

3) . سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام۔128 "

ثابت ہوا کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اُن پر طاری شدید قحط ختم ہوگیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ جہاں انسانوں کو غذا ملی وہاں جانوروں کو چارا ملا۔ اِس بارش نے اہلِ مدینہ کو اتنا پُر بہار اور خوشحال بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو عام الفتق (سبزہ اور کشادگی کا سال) کے نام سے یاد کیا۔

اعتراض برائے اعتراض کا تحقیقی جواب

وہابیہ نجدیوں اور غیر مقلدین نے اس روایت پر اعتراضات کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے لہٰذا یہ روایت بطور دلیل پیش نہیں کی جا سکتی لیکن مستند علماء نے اِسے قبول کیا ہے اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس

جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو بطورِ دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی کا مسلک یہ ہے کہ جب تک تمام محدثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔

(1) عسقلانی، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الأثر

منکرین کی طرف سے ایک اور اعتراض اس روایت پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابیہ تک پہنچتی ہے، اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، حضور ﷺ کا فرمان نہیں ہے۔ اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات اس میں صحت کا معیار کمزور بھی ہوتا ہے، لہٰذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو قبرِ مصطفیٰ ﷺ پر آ کر بارش کے لیے دُعا کرتا ہے۔ یہ روایات صحابہ کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہر طور مقبول ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کو ناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کے لزوم کے بارے میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأیھم لنا خیر من رأینا لأنفسنا۔

ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔

(ابن قیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین، 2۔186)

اما الوہابیہ ابنِ تیمیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں روضۂ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام دارمی اور ان کے بعد آنے والے ائمہ وعلماء اس طرح کی تفصیل متاخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدث ومؤرخ امام علی بن احمد سمہودی نے ابنِ تیمیہ کے اعتراض کا ردّ اور امام دارمی کی تصدیق کرتے ہوئے (وفاء الوفاء 2۔560) میں لکھا ہے۔

زین المراغی نے کہا جان لیجئے کہ مدینہ کے لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضۂ رسول کے گنبد کی تہہ میں قبلہ رُخ ایک کھڑکی کھولتے اگرچہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف' جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے' کا باب المواجہ یعنی چہرۂ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دُعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔ (سمہودی، وفاء الوفاء، 2۔560)

حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور کے پاس جا کر آپ ﷺ کے توسّل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا' وہ یوں کہ کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہل مدینہ کسی کم عمر سید زادہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جو قبرِ انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔

روضۂ اقدس میں سوراخ (اُبھار) کا نشان

گنبد خضرا کی تعمیر تو ۱۲۳۳ھ ہجری میں ہوئی' ظاہر ہے یہ صحابہ کرام کے دور کے بہت بعد کی بات ہے' لیکن اس سبز گنبد سے پہلے تین اور گنبد روضہ مبارک پر بنے' جو کبھی بھی توڑے نہیں گئے' بلکہ ایک کے اوپر دوسرا گنبد بنتا گیا' سب سے پہلا گنبد ۶۷۸ھ ہجری میں تعمیر ہوا جسے "قبہ الرزاق" کہا جاتا تھا' اس کے بعد ایک نیلا گنبد اس پر تعمیر ہوا' پھر تیسرا ایک سفید گنبد تعمیر ہوا اور اس کے بعد موجودہ سبز گنبد تعمیر ہوا۔

اب آپ روضۂ اقدس کو جا کر بغور دیکھیں تو جنوبی جانب گنبد خضریٰ شریف کے اوپر اُبھار صاف واضح نظر آتا ہے جس سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ یہ روشن دان صرف اس سبز گنبد پر ہی موجود نہیں ہے بلکہ اس کے نیچے جو گنبد ہے اس پر بھی ایک روشن دان موجود تھا' اس سے اُس بات کو تقویت ملتی ہے کہ بی بی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حکم کی تعمیل میں روضۂ اقدس کی کھجور کی ٹہنیوں سے بنی چھت پر جو روشن دان بنایا گیا تھا' وہ روایت ان گنبدوں پر بھی قائم رکھی گئی۔

نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قحط سالی میں چھت سے سوراخ کا واقعہ دُرست ہے' نجدیوں کا انکار صرف تعصب پر مبنی ہے مخصوص اُبھار صاف نظر آ رہا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اُبھار کوئی نیا نہیں ہے گنبد خضریٰ کی قدیم تصویر سعودی حکمرانوں کے دور سے پہلے کی دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ اُبھار سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حکم کی تعمیل کی یاد بھی دلاتا ہے۔

گنبد خضرا کا یہ روشندان ابتدائی دور میں کھلا بھی رہتا تھا' لیکن روضۂ اقدس کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے "پرندوں" خاص کر حرم کے کبوتروں سے اسے بچانے کے لیے بند کر دیا گیا ہے' لیکن اُبھار کا نشان باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے:

السّلام عليك يا رسولِ الله السّلام عليك يا أبا بكر السّلام عليك يا أبتاه①

اے اللہ کے (پیارے) رسول آپ پر سلامتی ہو، اے ابوبکر آپ پر سلامتی ہو، اے اباجان آپ پر سلامتی ہو۔

1) . عبدالرزاق، المصنف، 3۔576، رقم 6724

2) . ابن أبي شيبة، المصنف، 3۔28، رقم 11793

3) . بیہقی، السنن الکبریٰ، 5۔245، رقم 10051

قاضی عیاض نے الشفاء (2۔671) میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سو (100) سے زائد مرتبہ روضہ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا، اور مقریزی نے بھی إمتاع الاسماع (14۔618) میں یہی نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی نے المدخل (1۔261) میں اس کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں ابنِ حجر مکی نے الجوہر المنظم (ص 28) اور زرقانی نے شرح المواہب اللدنیۃ۔ (12۔198) میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے:

السّلام عليك يا رسول الله ...... السّلام على ابي بكر ...... السّلام

علی أبی۔

اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلام ہو' ابوبکر پر سلام ہو (اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

1) . ابن اِسحاق اَزدی' فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ 90 ۔ 91، رقم 98 - 97

2) . ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیۃ 1۔ 371 ' رقم 1250) میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول۔

حضرت ابواُمامہ بیان کرتے ہیں:

رَأيتُ أنَس بن مَالِكٍ أتي قَبْر النَّبی صلی الله علیه وآله وسلم فوقف فرفع يديه حتی ظننتُ أنه افتتح الصّلاة فسلّم علی النبیّ صلی الله علیه وآله وسلم ثم انصرف۔

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر آتے دیکھا' انہوں نے (وہاں آ کر) توقف کیا' اپنے ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔

1) . بیہقی' شعب الإیمان' 3۔ 491 ' رقم 4164

2) . قاضی عیاض' الشفاء' 2۔ 671

3) . مقریزی' اِمتاع الأسماع' 14۔ 618)

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فقط بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں

سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجدِ نبوی میں آتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا معمول

امام محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو روضۂ رسول ﷺ کے قریب روتے ہوئے دیکھا' وہ کہہ رہے تھے:

هاهنا تسكب العبرات، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفی ﷺ) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے' میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

1) . بیہقی' شعب الإیمان' 3۔491 ' رقم 4163 :
2) . أحمد بن حنبل' المسند' 3۔389
3) . أبو یعلی' المسند' 2۔190' رقم 1778

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے

سید المؤذنین عاشقِ صادق حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد یہ خیال کر کے شہرِ محبوب "مدینہ منورہ" سے شام چلے گئے اس خیال سے کہ جب یہاں حضور ﷺ ہی نہ رہے تو پھر اِس شہر میں کیا رہنا! حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا:

ما هذه الجفوة، يا بلال؟ أما آن لك أن تزورني؟ يا بلال.1

اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ خوب روئے۔ خواب میں حضور ﷺ کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے، غم و فراق میں تڑپتے ہوئے روضۂ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری دی اور بے چین ہو کر ہجر و فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول ﷺ پر ملنے لگے۔

1) . سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام 39
2) . ابن حجر مکی، الجوہر المنظم 27
3) . ذہبی، سیر أعلام النبلاء، 1۔358
4) . ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، 7۔137
5) . شوکانی، نیل الأوطار، 5۔180

میزبانِ رسول کریم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حاضری

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم روضۂ رسول ﷺ کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُرنور ﷺ کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے اسے کہا! کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا:

نَعَمْ، جِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم وَ لَمْ آتِ الْحَجَرَ۔

ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ کے رسول

ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

1) ۔احمد بن حنبل المسند 5۔422

2) ۔حاکم المستدرک 4۔560 ، رقم 8571

3) ۔طبرانی المعجم الکبیر 4۔158 ، رقم 3999

حضرت امام احمد بن حنبل کی بیان کردہ روایت کی اِسناد صحیح ہیں۔امام حاکم نے اسے شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام

یزید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔جب میں نے انہیں الوداع کہا تو انہوں نے فرمایا: مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، پھر فرمایا:

إذا أتيت المدينة سترى قبر النّبىّ صلى الله عليه و آله وسلم، فاقرئه منّى السّلام ۔

جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں تو حضور نبی اکرم ﷺ کی روضہ مبارک پر حاضری دے کر میری طرف سے (آقا ﷺ کی خدمت میں) سلام (کا تحفہ و نذرانہ) پیش کر دینا۔

1) بیہقی، شعب الایمان 3۔492 ، رقم 4167 - 4166

2) ۔قاضی عیاض، الشفاء 2۔670

3) ۔مقریزی، إمتاع الأسماع 14۔618

4) ۔ابن حاج، المدخل 1۔261

5) ۔قسطلانی، المواهب اللدنیۃ 4۔573

ایک دوسری روایت میں ہے:

كان عمر بن عبد العزيز يوجه بالبريد قاصدًا إلى المدينة ليقرئ عنه النبي صلى الله عليه وآله وسلم۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ایک قاصد کو شام سے بارگاہِ نبوی ﷺ میں اپنی طرف سے درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

1) . بیہقی، شعب الایمان، 3۔ 491، 492، رقم : 4166

2) . ابن حاج، المدخل، 1۔ 261

وقتِ اجل سر تیری چوکھٹ پہ دھرا ہو

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور ﷺ کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے وقت وہ عورت اِتنا روئی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

1) . قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، 4۔ 581

2) . زرقانی، شرح المواہب اللدنیۃ، 12۔ 196

درج بالا علمی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اور بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کا حاضری دینے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آقا علیہ السلام کی حیات اور بعد از وصال آپ ﷺ کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جمیع امتِ مسلمہ کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت و خوش بختی سمجھتی ہے۔

زیارتِ روضۂ رسول ﷺ اور علماءِ اُمت

والیِ دوجہاں مالک کن وکاں حضور نبی اکرم ﷺ کا روضۂ اقدس اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ عالمین کا سب سے افضل واعلیٰ اور متبرک ترین مقام ہے۔ کیوں نہ ہو کہ وہ اس کے محبوب ترین نبی کریم ﷺ کا مزار پرانوار ہے۔ گنبدِ خضراء جو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز ہے جہاں ملائکہ صبح وشام 70'70 ہزار کی تعداد میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ایک سچے مومن کے دل میں ہر وقت یہ تمنا ہوتی ہے کہ کاش! مجھے اس بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو جائے۔ خاکِ طیبہ کو آنکھوں کا سرمہ بنانے اور وہاں کی پاکیزہ فضاؤں میں سانس لینے کی آرزو، صحابہ کرام کے زمانہ سے لے کر آج کے دن تک ہر عاشق کے دل میں رہی ہے۔ جمہور علماء کرام اور فقہاء کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت محبوب مستحسن اور موجب رحمت و سعادت عمل ہے۔ صحابہ کرام کا روضۂ اقدس پر حاضری کا عمل تو فقیر نے عرض کر دیا اب علماء اُمت کے اقوال پیش خدمت ہیں' ملاحظہ کریں

☆ علامہ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) لکھتے ہیں:

قال مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ من أفضل المندوبات وفی مناسك الفارسی و شرح المختار أنها قريبة من الوجوب لمن له سعة ۔

ہمارے مشائخ کرام نے کہا زیارتِ روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلاۃ والسلام بلند درجہ مستحب عمل ہے۔ مناسک الفارسی' اور شرح المختار میں لکھا ہے کہ ہر صاحب استطاعت شخص کے لیے (زیارتِ روضۂ اقدس کا درجہ) وجوب کے قریب ہے۔

(ابن ہمام، فتح القدیر، 3۔179)

☆......ایک دوسرے مقام پر علامہ ابنِ ہمام ہی نے لکھا ہے:

والأولی فیما یقع عند العبد الضعیف تجرید النّیّة لزیارة قبر النّبیّ صلی الله علیه و آله وسلم۔

بندۂ ضعیف (ابن ہمام) کے نزدیک محض حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کی نیت کرنا بھی اولیٰ ہے۔

(ابن ہمام شرح فتح القدیر 2۔180)

☆......علامہ ابن قدامہ حنبلی (م 620) نے فقہ حنبلی کی معروف کتاب الکافی اور المغنی میں لکھا ہے:

ویستحبّ زیارة قبر النّبی صلی الله علیه و آله وسلم وصاحِبیه۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور اور آپ ﷺ کے دونوں صحابہ کرام (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کی مبارک قبروں کی زیارت مستحب ہے۔

(ابن قدامۃ المقدسی الکافی 1۔457 ابن قدامۃ المغنی 3۔297)

علامہ ابن قدامہ نے اپنے اس قول کے ثبوت میں زیارتِ قبرِ انور کی ترغیب میں احادیثِ مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ زیارت قبر نبی ﷺ کے لئے سفر ان کے نزدیک امر مباح اور جائز ہے۔ (ابن قدامہ المغنی 2۔52)

☆عارفِ کامل حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول کیا ہے کہ انہوں نے حج کے بعد محض زیارتِ قبر انور کے لیے الگ سفر اختیار کیا تا کہ اس سفر کا مقصد زیارت رسول ﷺ کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

ائمۂ احناف کے نزدیک روضۂ انور کی نیت سے سفر کرنا۔

علامہ طحطاوی نے لکھا ہے:

الأولی فی الزیارة تجرید النّیة لزیارة قبره صلي الله عليه وآله وسلم۔

زیارتِ قبر انور کے لیے بہتر یہ ہے کہ محض حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کی نیت کی جائے۔

طحطاوی، حاشیة علی مراقی الفلاح، 1۔486

علامہ ابنِ عابدین شامی نے لکھا ہے:

قال فی شرح اللباب وقد روی الحسن عن أبی حنیفة أنه إذا کان الحجّ فرضاً فالأحسن للحاج أن یبدأ بالحج ثم یثنی بالزیارة وإن بدأ بالزیارة جاز۔

شرح اللباب میں ہے حضرت حسن نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ زائر حرمین شریفین اگر فرض حج کی ادائیگی کر رہا ہو تو حج سے ابتداء کرے اس لیے کہ فرض درجہ کے لحاظ سے غیر فرض پر مقدم ہوتا ہے۔ بعد ازاں زیارتِ روضۂ اقدس کی الگ نیت کرے اور اگر اس نے زیارتِ قبرِ انور سے ابتداء کی ہے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ (ابن عابدین، حاشیة ابن عابدین، 2۔627)

وہ اس بات کی وجہ یہ لکھتے ہیں:

إذ یجوز تقدیم النّفل علی الفرض إذا لم یخش الفوت بالإجماع۔

کیونکہ نفل کا فرض پر مقدم کرنا جبکہ فرض کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو شرعاً جائز

ہے۔

ابن عابدین، حاشیۃ ابن عابدین، 2۔627

مذکورہ بالا اختیار اس صورت میں ہے جب زائر کا گذر مدینہ منورہ سے نہ ہو۔ اگر اس کا گذر مدینہ طیبہ اور روضۂ انور کے قرب سے ہو تو پھر زیارتِ روضۂ انور ضروری ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے:

فإن مرّ بالمدينة كأهل الشام بدأ بالزّيارة لا محالة لأن تركها مع قربها يعدّ من القساوة والشّقاوة وتكون الزيارة حينئذ بمنزلة الوسيلة وفي مرتبة السنة القبلية للصّلاة۔

اور اگر زائرِ حرمین کا گزر ہی قرب مدینہ منورہ سے ہو جیسے ملک شام کے لوگوں کے لئے تو اسے بہر صورت زیارت روضۂ رسول ﷺ سے ہی ابتدا کرنی ہوگی، کیونکہ زائر کا اس کے قرب سے گزرنے کے باوجود اس کی زیارت کو ترک کرنا بدبختی اور قساوتِ قلبی کی دلیل ہے۔ اس صورت میں زیارت رسول ﷺ کو وسیلہ بنے گی اور اس کا یہ عمل درجۂ ادائیگی میں ایسا ہے جیسے فرض نماز سے پہلے سنت نماز کی ادائیگی۔

(ابن عابدین، حاشیۃ ابن عابدین، 2۔627)

زیارت روضۂ انور کے آداب

علماء اُمت اور فقہاء کرام نے روضۂ اقدس کی زیارت کے آداب پر اپنی تصانیف میں مستقل ابواب لکھے چند ایک کا تذکرہ فقیر یہاں عرض کر دیتا ہے۔

☆......ابن الحاج مالکی اپنی کتاب المدخل میں لکھتے ہیں:

جب زائرِ مدینہ مکہ معظمہ سے زیارتِ نبوی ﷺ کی نیت سے نکلے تو اُس کی

ساری توجہ زیارتِ نبوی ﷺ اور مسجدِ نبوی ﷺ میں ادائیگیء نماز کی طرف ہو' لیکن ان مقاصدِ جلیلہ کے ساتھ دیگر مقاصد کو شامل نہ کرے کیونکہ آقائے نامدار ﷺ متبوع ہیں تابع نہیں۔ اُنہی کی ذاتِ اقدس سفر کا مرکز و محور ہے' جب شہرِ مدینہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو تو بہتر یہی ہے کہ مدینہ منورہ سے باہر مسافروں کے اُترنے کا جو مقام مقرر ہے اُسی مقام پر اُترے اور جب شہرِ حضور ﷺ میں داخلہ کا وقت آئے تو غسل اور وضو کرے' اچھی سے اچھی پوشاک پہنے' نوافل ادا کرے' توبہ کی تجدید کرے اور پیدل چلتا ہوا اندر داخل ہو کر تصویرِ عجز بن جائے کہ وہ شہنشاہِ کونین ﷺ کے دربارِ اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جب وفدِ عبدالقیس بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو وفد کے اراکین بے تابی سے سرکار ﷺ کے قدموں پر جا گرے اور شمعِ رسالت کے گرد پروانہ وار رقص کرنے لگے' جبکہ اُن کے سردار نے وقار کا مظاہرہ کیا' پہلے غسل کیا' عمدہ لباس زیب تن کیا اور پھر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہو کر ہدیۂ سلام پیش کیا۔ اِس پر آقا ﷺ نے فرمایا تمہارے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے نزدیک پسندیدہ ہیں' وہ حلم اور حوصلہ ہیں۔

☆ ......سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الغنیۃ لطالبین طریق الحق میں زیارت النبی ﷺ کے آداب بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اِختصار کے ساتھ ذیل میں ان آداب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

زائرِ مدینہ بارگاہِ نبوی میں اِستغاثہ پیش کرے' اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے دُعا کرے۔ الوداعی زیارت کے وقت (یوں) سلام شوق پیش کرے الوداع' یا رسول اللہ! الوداع اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرنے کے بعد اپنی حاضری کی قبولیت کی بھی دعا مانگے اور التجا کرے کہ مولا! یہ زیارت آخری نہ ہو۔

☆ ......امام نووی نے اپنی کتاب الایضاح کے باب ششم میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے آداب بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔

☆ ......امام کمال الدین بن ہمام حنفی نے فتح القدیر میں کتاب الحج کے آخر میں (3۔94) اِس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

☆ وہابیہ کے مستند اِمام ابنِ قیم نے بھی اپنے شہرۂ آفاق القصیدۃ النونیۃ میں زیارتِ روضۂ اقدس کے آداب بیان کئے ہیں، وہ کہتا ہے:

فإذا أتينا المسجد النبوى
صلينا التحية أولا ثنتان

جب ہم مسجدِ نبوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دو رکعت نمازِ تحیۃ المسجد ادا کریں۔

ثم انثنينا للزيارة نقصد القبر
الشريف ولو على الأجفان

پھر روضۂ انور کی زیارت کا قصد کریں، چاہے پلکوں پر چل کر ہی حاضری کا شرف کیوں نہ حاصل کرنا پڑے۔

فنقوم دون القبر وقفة خاضع
متذلل فى السر والإعلان

پھر باطناً و ظاہراً اِنتہائی عاجزی و اِنکساری کے ساتھ (حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر) قبرِ انور کے پاس کھڑے ہوں۔

فكأنه فى القبر حيّ ناطق
فالواقفون نواكس الأذقان

یہ اِحساس دل میں جاگزیں رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرِ انور میں زندہ ہیں اور

کلام فرماتے ہیں' پس (وہاں) کھڑے ہونے والوں کا سر (اَدباً و تعظیماً) جھکا رہے۔

ملكتهم تلك المهابة فاعترت

تلك القوآئم كثرة الرجفان

بارگاہِ نبوی میں یوں کھڑے ہوں کہ رُعبِ مصطفیٰ ﷺ سے پاؤں تھر تھر کانپ رہے ہوں۔

وتفجرت تلك العيون بمائها

و لطالما غاضت على الأزمان

اور آنکھیں بارگاہِ حضور ﷺ میں اَشکِ مسلسل کا نذرانہ پیش کرتی رہیں' اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور ﷺ کے زمانے میں کھو جائیں۔

و أتى المسلم بالسلام بهيبة

و وقار ذى علم و ذى إيمان

پھر مسلمان حضور ﷺ کی بارگاہ میں وقار و اَدب کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے آئے جیسا کہ صاحبانِ ایمان اور صاحبانِ علم کا شیوہ ہے۔

لم يرفع الأصوات حول ضريحه

كلا و لم يسجد على الأذقان

حضور ﷺ کی قبرِ انور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے' خبردار! اور نہ ہی سجدہ ریز ہو۔

من افضل الأعمال هاتيكالزيا

رة وهى يوم الحشر فى الميزان

یہی زیارت اَفضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر اسے میزانِ حسنات میں رکھا جائے گا۔

فائدہ

نجدی مطوعوں کو چاہیے کہ کم از کم اپنے امام ابن قیم کے قصیدہ کے مطابق تو زائرین کو مواجہہ اقدس پر حاضری سعادت حاصل کرنے دیں۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماثبت من السنۃ (ص114 ۔116) میں زیارتِ قبرِ انور کے آداب بالتفصیل ذکر کیے ہیں' وہ فرماتے ہیں:

زائر کو چاہئے کہ گھر سے روانہ ہوتے وقت مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہو اور راستہ میں حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھے' کیونکہ اس راہ کے مسافر کے لئے فرض عبادات کے بعد درود شریف پڑھنا ہی افضل ترین عبادت ہے۔ جب زائر مدینہ منورہ کا کوئی درخت دیکھے یا اُسے حرم پاک نظر آئے تو بے اِنتہا درود شریف پڑھے؛ دِل میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے کہ روضۂ انور کی زیارت بابرکت سے اُسے فائدہ ہو اور دُنیا و آخرت میں سعادت مندی حاصل ہو' اُسے چاہئے کہ زبان سے یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذا حَرَمَ رَسُوْلِكَ، فَاجْعَلْهُ لِی وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَاناً مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ ۔

اے اللہ! یہ تیرے محبوب رسول ﷺ کا حرم محترم ہے' اِسے میرے لئے آتشِ دوزخ سے پناہ گاہ بنادے' عذابِ آخرت اور برے حساب سے محفوظ رکھنے والا اور جائے اُمن بنادے۔

مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا' عمدہ کپڑے پہننا' خوشبو لگانا اور سہولت کے ساتھ جتنا ہو سکے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ زائر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ،

رَبِّ اَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّی مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور میں اللہ کے رسول ﷺ کی ملت پر ہوں۔ اے اللہ! مجھے مقامِ صداقت میں داخل فرما اور صداقت کے مقام پر مجھے نکال' اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ وقوت عطا فرما۔

جب وہ مسجدِ نبوی شریف کے دروازہ پر پہنچے تو اپنا داہنا پاؤں دروازہ میں رکھ کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ فَضْلِكَ ۔

اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور مجھ پر اپنے فضل وکرم کے دروازے کھول دے۔

زائر جب روضۂ اَقدس کا رُخ کرے تو پوری پوری کوشش کرے کہ تحیۃ المسجد (کے نوافل) محراب نبوی پر ادا کرے۔ اگر ممکن نہ ہو تو ریاض الجنہ کے کسی حصہ میں یا مسجدِ نبوی میں کسی مقام پر نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور پھر مواجہہ اقدس تک پہنچنے سے پہلے سجدۂ شکر ادا کرے (بعض علماء نماز وتلاوت کے علاوہ سجدہ شکر بجالانے کے بارے میں مختلف الرائے ہیں) اس کے بعد قبولِ زیارت کی دُعا کے ساتھ مزید نعمتوں کے حصول کی بھی دُعا کرے۔ پھر روضۂ اقدس کے پاس اس طرح حاضری دے کہ نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے کھڑا ہو۔ روضۂ مبارک کی جالی کو نہ چھوئے اور اسے بوسہ بھی نہ دے' کیونکہ یہ دونوں کام اور اس کے علاوہ دوسری حرکتیں جاہلوں اور ناواقفوں کے طور طریق ہیں' اور سلف صالحین کا یہ طرزِ عمل کبھی نہیں رہا۔ نیز زائر کے لئے لازمی ہے کہ ادبا جالی سے چپک کر کھڑا نہ

ہو بلکہ جالی سے تین یا چار ہاتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ شیخین کریمین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اِنتہائی خشوع وخضوع (وعاجزی اِنکساری) کے ساتھ پرسکون انداز میں پست آواز صلوٰۃ وسلام میں عرض کرے۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کا صحیح مفہوم

حجازِ مقدس میں حج وعمرہ کے لیے جانے والے زائرین کو دنیا کی مختلف زبانوں میں رسالے رپمفلٹ تقسیم کیے جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ جانا جائز نہیں ہے۔ یہ غلط عقیدہ سب سے پہلے ابن تیمیہ نے پیدا کیا، اور اس کو وھابی نجدی فرقہ نے اپنا لیا اور بزور شمشیر عرب دنیا میں پھیلایا وہ نجدی وہابی حدیث لاتشد الرحال کا من گھڑت خودساختہ مفہوم اپنی کتابوں اور رسائل (تقریباً ہر زبان میں) شائع کر کے امت مسلمہ کو روضۂ رسولِ کریم روف ورحیم ﷺ کے سفر کرنے کو بدعت وشرک سے تعبیر کرتے ہیں' میرے والدی حضور سیدی فیض ملت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی تصنیف ''نہایۃ الکمال فی تحقیق لاتشد الرحال'' سے یہ مضمون پیش کرتا ہوں تا کہ عوام وخواص اس حدیث کی غلط تشریح پڑھ کر رسن کر سعادت ابدی سے محروم نہ ہوں۔

جیسا کہ فقیر نے تفصیلاً عرض کیا ہے کہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ دربارِ نبوی کی زیارت کا ذوق وشوق رکھتے ہیں اور خاکِ طیبہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں

لیکن وہابیہ نجدی اور ان کے ہمنواء فرقے سید العالمین حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کو بھی (معاذ اللہ) شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسا عقیدہ بے دینی اور جہالت پر مبنی ہے۔ صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن وحدیث

سے ثابت ہے جو فقیر نے عرض کیا۔ باطل عقیدہ رکھنے والوں کا استدلال حدیث کی غلط تعبیر ہے۔ فقیر اس روایت کی صحیح شرح مستند محدثین کے اقوال کی روشنی میں عرض کرتا ہے، جس سے حدیث پاک کا اصل مفہوم واضح ہو جائے گا شروحات سے قبل حدیث مبارکہ عربی متن مع ترجمہ ملاحظہ ہو۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰی۔

مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔

1) . بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ۔

2) . مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب لا تشد الرحال إلا إلی ثلاثۃ مساجد۔

3) . نسائی، السنن، کتاب المساجد، باب ما تشد الرحال إلیہ من المساجد۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بالفاظ دیگر بھی مروی ہے۔

لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔

(زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) تین مساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے، مسجدِ حرام، میری مسجد اور مسجد بیت المقدس۔

بعض کتب احادیث میں مسجد بیت المقدس کی جگہ مسجد ایلیاء کے الفاظ بھی

آئے ہیں۔

1) نسائی، السنن، کتاب الجمعة، باب ذکر الساعة التی یستجاب فیہا الدعاء یوم الجمعة

2) ۔نسائی، السنن الکبریٰ، 1۔540، رقم 1754

3) ۔مالک، الموطأ، 1۔109، رقم 241

☆......طبرانی نے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِ الْخَیْفِ، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ، مَسْجِدِی هٰذَا (المعجم الاوسط 6۔51، 52، رقم 5106)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں یعنی مسجدِ خیف، مسجدِ حرام اور میری اِس مسجد کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔

طبرانی کہتے ہیں کہ کلثوم بن جبر سے یہ حدیث حماد بن سلمہ کے سوا کسی نے روایت نہیں کی اور اِس حدیث کے سوا کسی اور حدیثِ شَدُّ الرِّحال میں مسجدِ خیف کا ذکر بھی نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَی، وَمَسْجِدِیْ۔

تین مساجد یعنی مسجدِ خیف، مسجدِ حرام اور میری مسجد کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت

سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔

1)۔ بخاري، الصحيح، كتاب الجمعة، باب مسجد بيت المقدس

2)۔ مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره

3)۔ ترمذي، السنن، كتاب الصلاة، باب ماجاء في أي المساجد أفضل

اس حدیث مبارکہ کو بنیاد بنا کر وہابی نجدی غیر مقلدین وغیرہ انبیاء کرام و محبوبان کے مزارات مقدسہ کی زیارت حتیٰ کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کے روضۂ اطہر کی بہ غرضِ زیارت حاضری کو بھی ناجائز اور (معاذ اللہ) شرک جانتے ہیں۔ جبکہ اکابرین علمائے ربانیین اور محدثین ومفسرینِ کرام نے اِس استدلال کو غلط اور غلط فہمی قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی معتبر کتب میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ اس حدیث کا صحیح مطلب بیان کیا ہے۔ اِس کی روشنی میں دین کا معمولی علم رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو بدنصیب اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے اَنبیاء کرام و اولیائے کاملین کے مزارات کی زیارت کے سفر سے منع کرتے ہیں اور اِسے سفرِ معصیت وگناہ کہتے ہیں وہ یقیناً گمراہی کے دلدل بری طرح پھنسے ہوئے ہیں اور اُن کا اِستدلال کسی بھی طرح درست نہیں۔

احادیث لاتشد الرحال کی شرح:

1)۔ اِن احادیثِ مبارکہ میں اِستثناء کے حوالے سے دو اَقوال ہیں۔

ایک یہ کہ اِستثناء مطلق یعنی عمومیت پر مبنی ہو۔ جس سے ہر قسم کا سفر ناجائز قرار پائے گا اور یہ بات خلافِ عقل وخلافِ شرع ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اِستثناء مقید ہو یعنی محض مساجد سے مختص ہو' جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے سوائے اِن تین مساجد کے کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے اور یہی قول صحیح ہے۔

☆......حدیثِ مبارکہ میں لا تُشَدُّ الرِّحَالُ کے فوراً بعد الا الی ثلاثۃ مساجد مذکور ہے۔ اہل لغت کے تشریح کے مطابق جس جملہ میں مستثنیٰ (جسے استثناء حاصل ہو) اور مستثنیٰ منہ (جس سے استثناء کیا گیا ہو) دونوں پائے جاتے ہوں تو نحوی قاعدہ یہ ہے کہ مستثنیٰ حرفِ استثناء کے بعد اور مستثنیٰ منہ حرفِ استثناء سے پہلے ہوگا اور وُجوداً یا تقدیراً مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں کا پایا جانا ضروری ہوگا۔

مذکورہ حدیث میں اِلَّا حرفِ استثناء ہے' ثلاثۃ مساجد مستثنیٰ ہے۔ قاعدہ کی رُو سے اِلَّا کے بعد ثلاثۃ مساجد تو مذکور ہے لیکن مستثنیٰ منہ مذکور نہیں' جو اِلَّا سے پہلے پایا جانا تھا لہٰذا جہاں ایسی صورت ہو کہ مستثنیٰ مذکور ہو مگر مستثنیٰ منہ کا لفظی ذکر نہ ہو تو وہاں مستثنیٰ منہ مقدر مانا جائے گا۔ اِس صورت میں مقدر مستثنیٰ منہ کے تعین کے تین احتمالات ہو سکتے ہیں۔

پہلا احتمال......اگر مستثنیٰ منہ قبر کو مانا جائے۔

اِس حدیث سے سفرِ زیارت کی ممانعت کا اِستدلال کرنے والوں کے مسلک کے مطابق اگر مستثنیٰ منہ لفظ قبر کو فرض کریں تو حدیث کی عبارت تقدیری اِس طرح ہوگی لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ الی قبر الا الی ثلاثۃ مساجد سوائے تین مساجد کے کسی قبر کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔ یہاں لفظ قبر ایسی بے بنیاد تعبیر ہے جو نہ سیاقِ کلام کے مطابق ہے اور نہ ہی اُسلوبِ بیان و زباں کے لائق عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ غیر معتبر اور غیر معقول اُسلوب قبول نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ اِس کی نسبت اَفصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جائے لہٰذا ضابطہ کے خلاف لفظ قبر کو مستثنیٰ منہ بنانا ہرگز درست نہیں۔

دوسرا احتمال......اگر مستثنیٰ منہ مکان کو مانا جائے۔

اگر مکان کو مستثنیٰ منہ فرض کیا جائے تو حدیث کی عبارت (نحوی اعتبار سے)

تقدیری یوں ہوگی لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰی مَکَانٍ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ (سوائے تین مساجد کے کسی اور مقام کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے)۔ اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ تعلیم، تجارت اور کسی بھی کارِ خیر کے لئے سفر کرنا ممنوع ہے' حالانکہ اِن اُمورِ خیر کے لئے سفر کی ممانعت باطل اور غیر معقول ہے۔ مطلق سفر کی کہیں بھی ممانعت نہیں اور نہ ہی ایسا کوئی مفہوم حدیث مذکور کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ یہ مفہوم نہ صرف غیر شرعی ہوگا بلکہ بے شمار احکام اسلامی اور مصالح دینی سے متصادم ہوگا۔ تو یہ صورت تقدیری بھی قبول نہیں کی جا سکتی' اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود تجارت کے لئے سفر کیا اور متعدد اسفار کے ذریعے غزوات میں شرکت فرمائی۔

جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمیشہ سفر کرتے رہے اور اُنہوں نے دور دراز علاقوں تک پیغام حق پہنچایا۔

ائمہ دین مجتہدین اولیاء کاملین حصولِ علم اور بیعت و اِرادت کے لئے سفر کرتے رہے۔ آج بھی لوگ حصولِ علم، تجارت اور دیگر اُمور کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے ہیں۔

چند اسفار جو کئے جاتے ہیں

دعوت و تبلیغِ دین کے لیے۔
جہاد میں شرکت کے لئے۔
والدین' اساتذہ اور بزرگوں کی زیارت کے لئے۔
اَعزاء و اَقارب اور اَحباب سے ملاقات کے لئے۔
شادی و غمی میں شرکت کے لئے۔
کاروباری مقاصد کے لئے۔

سیر و تفریح کے لئے۔

علاج معالجہ کے لئے۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتنے ہی سفر ہیں جو ہم روزانہ کرتے ہیں۔ اگر ہر سفر ممنوع قرار دیا جائے تو زندگی کا نظام معطل ہو کر رہ جائے گا، جو کہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔

تیسرا اِحتمال...... اگر مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی کو مانا جائے۔

یہ اِستثناء مفرغ ہے۔ اس میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کا جنسِ واحد سے ہونا ضروری ہوتا ہے' جیسا کہ کلامِ عرب میں ہے۔ یہ درس نظامی کا مبتدی طالب علم جانتا ہے مثلاً کہ ما جاء نی الا زید (میرے پاس سوائے زید کے کوئی نہیں آیا)

اِس کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس سوائے زید کے کوئی شخص یا انسان نہیں آیا۔ اگر پرندہ یا کوئی جانور آیا ہو تو کلام غلط نہ ہوگا کیونکہ مستثنیٰ منہ پرندہ یا جانور نہیں بلکہ انسان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زید بھی انسان ہے، اس لئے ایک ہی جنس سے ہونے کی وجہ سے مفہوم واضح اور درست ہو جائے گا لہٰذا درست بات یہی ہے کہ اِس حدیث میں بھی عربی قاعدہ کی رُو سے تقدیر لفظ مسجد ہی ہو، یعنی جسے مستثنیٰ ٹھہرایا جا رہا ہے مستثنیٰ منہ بھی وہی جنس ہو۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر جواز کے لئے اِستثناء مساجد کا کیا جا رہا ہے تو ممانعت بھی بقیہ مساجد ہی کی طرف منسوب ہو گی' نہ کہ دیگر اُمور اور مقاصد کی طرف۔ پس اب حدیث کی تقدیراً عبارت یوں ہو گی۔

لَا تُشَدُّ الرِّحال إلی مسجد إلّا إلی ثلاثة مساجد۔

سوائے تین مساجد کے کسی اور مسجد کی طرف (ثواب میں اضافہ کی نیت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اِرشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ

اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت چونکہ زیادہ ہے اور باقی مساجد نماز پڑھنے کی فضیلت اور ثواب میں برابر ہیں اس لئے ان تینوں مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد میں ثواب میں اضافہ کی نیت سے سفر کی زحمت برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس جگہ زیادتی ثواب پر کوئی شرعی دلیل مذکور نہیں۔

محدثین کرام کیا فرماتے ہیں؟

لاتشد الرحال احادیث کا صحیح مطلب محدثین کرام رشارحین حدیث نے بیان کیا ہے اور اس پر اپنی تحقیق کی ہے فقیر چند محدثین کرام وضاحت عرض کرتا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک مدینہ طیبہ مخلص اہل ایمان کا مرجع رہا ہے اور تا قیامت رہے گا۔ اس حوالے سے حضرت ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون بن موسیٰ بن عیاض السبتی الیحصبی المالکی معروف قاضی عیاض (544ھ) نے اس حدیثِ مبارکہ کی بڑی ایمان افروز شرح کی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹے گا۔ امام نووی اور دیگر شارحین حدیث نے ان کا قول نقل کیا ہے شرح نووی میں ہے:

قال القاضی وقوله صلى الله عليه وآله وسلم وهو يأرز الى المدينة، معناه أن الإيمان أولاً وآخراً هذه الصفة، لأنه فى أول الإسلام كان كل من خلص إيمانه وصحّ إسلامه أتى المدينة، إمّا مهاجراً مستوطناً، وإما متشوقاً إلى رؤية رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ومتعلماً منه، ومتقربا ثم بعده هكذا فى زمن الخلفاء كذلك، ولأخذ

سيرة العدل منهم والاقتداء بجمهور الصحابة رضوان الله عليهم فيها ثم من بعدهم من العلماء الذين كانوا سرج الوقت وائمة الهدى، لأخذ السنن المنتشرة بها عنهم فكان كل ثابت الإيمان منشرح الصدر به يرحل إليها ثم بعد ذلك في كل وقت إلى زماننا لزيارة قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم والتبرك بمشاهده، وآثاره، وآثار أصحابه الكرام فلا يأتيها إلا مؤمن هذا كلام القاضي والله أعلم بالصواب۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی کے ایمان مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے گا، کا معنی ہے کہ ایمان کی ابتداء میں یہ صفت تھی اور آخر زمانہ میں بھی یہی صفت رہے گی کیونکہ ابتدائے اسلام میں ہر وہ شخص جس کا ایمان خالص ہوتا اور اسلام صحیح ہوتا، وہ مدینہ طیبہ آتا یا تو مہاجر بن کر مدینہ طیبہ کو اپنا وطن بناتا اور یا دیدارِ رسول ﷺ کے شوق میں اور آپ سے سیکھنے اور آپ کی قربت کے حصول کے لیے۔ بعد ازاں خلفاء راشدین کے دور میں بھی اہلِ ایمان کا یہی معمول رہا تا کہ وہ ان سے عدل کا درس لیں اور جمہور صحابہ کرام کا اقتداء بھی یہیں پر ہوتا تھا۔ پھر دورِ خلافت کے بعد وہ علماء امت جو اپنے وقت کے چراغ اور ہدایت کے امام تھے ان سے بکھری ہوئی سنت رسول ﷺ اخذ کرنے کیلئے اہلِ ایمان آتے رہے۔ پس ہر مومن جو ایمان پر ثابت قدم تھا اور جسے شرح صدر نصیب تھا وہ مدینہ طیبہ کی طرف

سفر کرتا۔ پھر ان علماء کرام کے دور کے بعد آج تک ہر دور میں
لوگ مزارِ رسول ﷺ کی زیارت، آپ ﷺ کے مشاہد آثار اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے لئے آتے
رہے' پس مدینہ طیبہ وہی شخص آتا ہے جو سچا مومن ہوتا ہے۔

(نووی' شرح النووی' 2_177)

☆امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

شارحِ صحیح مسلم ابوزکریا یحیٰ بن شرف الحزامی النووی الشافعی معروف بہ امام نووی (م 676ھ) نے بھی اس حدیث کی تفصیلی شرح لکھی ہے:

فیه بیان عظیم فضیلة هذه المساجد الثلاثة ومزیتها علی غیرها لکونها مساجد الأنبیاء صلوات الله وسلامه علیهم' ولفضل الصّلاة فیها۔ (نووی، شرح صحیح مسلم، 9_106)

اس حدیثِ مبارکہ میں ان تین مساجد کی فضیلت اور دنیا کی دیگر مساجد پر درجہ میں ان کی برتری کا بیان ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی مساجد ہیں اور اس وجہ سے کہ ان میں نماز پڑھنے کا ثواب اور فضیلت زیادہ ہے۔

انہوں نے مزید لکھا ہے کہ بعض علماء نے ان مساجد کے علاوہ قبور صالحین پر جانے میں الگ الگ آراء کا اظہار کیا ہے۔

والصحیح عند أصحابنا، وهو الذی اختاره إمام الحرمین والمحققون أنه لا یحرم ولا یکره قالوا والمراد، أن الفضیلة التامة إنما هی فی شدّ الرحال إلی هذة الثلاثة خاصة والله أعلم۔

ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) کے نزدیک صحیح موقف یہ ہے جسے

امام الحرمین (ابوالمعالی عبدالملک الجوینی) اور دیگر محققین ائمہ نے
اختیار کیا وہ یہ کہ زیارتِ قبور حرام ہے نہ مکروہ، انہوں نے کہا اس
حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ثواب کے لیے سفر اختیار کرنے
میں مکمل فضیلت ان تین مساجد کے ساتھ خاص ہے۔
(نووی، شرح صحیح مسلم، 9۔106)

ایک دوسرے مقام پر انہوں نے لکھا ہے:

وفی هذا الحديث فضيلة هذه المساجد الثلاثة وفضيلة شدّ الرحال إليها لأن معناه عند جمهور العلماء لا فضيلة فی شدّ الرحال إلی مسجد غيرها۔

اس حدیث میں ان مساجد کی فضیلت اور اس کی طرف سفر کی فضیلت کا بیان ہے اسی لیے جمہور ائمہ کے نزدیک ان مساجد کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف رختِ سفر باندھنے میں کوئی فضیلت نہیں۔ (نووی، شرح صحیح مسلم 9۔168)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ (756ھ) کا قول نقل کیا ہے

وقال السبكي الكبير ليس في الأرض بقعة لها فضل لذاتها حتى تشدّ الرحال إليها غير البلاد الثلاثة، ومرادي بالفضل ما شهد الشرع باعتباره ورتّب عليه حكمًا شرعيا وأمّا غيرها من البلاد فلا تشد إليها لذاتها بل لزيارة أو جهاد، أو علم، أو نحو ذلك من المندوبات، أو المباحات قال وقد التبس ذلك على بعضهم، فزعم أن

شد الرحال إلى الزيارة لمن في غير الثلاثة داخل في المنع وهو خطأ لأن الاستثناء إنما يكون من جنس المستثنى منه فمعنى الحديث لا تشدّ الرحال إلى مسجد من المساجد أو إلى مكان من الأمكنة لأجل ذلك المكان إلا إلى الثلاثة المذكورة وشدّ الرحال إلى زيارة ' أو طلب علم ' ليس إلى المكان ' بل إلى من في ذلك المكان والله أعلم۔

عالمِ اجل علامہ کبیر سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: روئے زمین پر کوئی ایسا خطہ نہیں جسے ایسی ذاتی فضیلت حاصل ہو جس کی وجہ سے اس کی طرف سفر کیا جائے' سوائے ان تین جگہوں کے۔ فضیلت و شرف سے میری مراد وہ فضیلت ہے جسے شریعت نے مقرر کیا ہے اور جس پر شرعی حکم مرتب ہوتا ہے اور جہاں تک ان تین جگہوں کے علاوہ دیگر مقامات کی بات ہے تو ان کے لیے فضیلت کے باعث سفر نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ سفر کی وجہ ملاقات یا جہاد یا حصولِ علم یا اس طرح دیگر مستحب و مباح امور کا سرانجام دیا جانا ہوگا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بعض لوگوں کو اس حدیثِ مبارکہ سے مغالطہ ہوا پس انہوں نے سمجھا کہ شاید ان تین مقامات کے علاوہ کہیں اور سفر کے لئے جانا حکمِ ممانعت میں داخل ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ قاعدہ کی رو سے استثناء یا تو جنس مستثنیٰ منہ سے ہوتا ہے پس اس صورت میں حدیثِ مبارکہ کا معنی ہوگا مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے یا مقامات میں سے کسی مقام کی

طرف ذاتی فضیلت کی وجہ سے سفر نہ کیا جائے سوائے مذکورہ تین مقامات کے۔ پس زیارت وملاقات یا طلبِ علم کے لیے کسی جگہ کا سفر اس جگہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس جگہ میں رہنے والے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (عسقلانی، فتح الباری، 3۔66)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حضرت امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی (م 852ھ) فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس حدیث پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أن المراد حكم المساجد فقط وانه لا تشدّ الرحال إلى مسجد من المساجد فيه غير هذه الثلاثة وأما قصد غير المساجد لزيارة صالح أو قريب أو صاحب أو طلب علم أو تجارة أو نزهة فلا يدخل في النهي' ويؤيده ماروى أحمد من طريق شهر بن حوشب قال سمعت أبا سعيد وذكرت عنده الصلاة في الطور فقال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا ينبغي للمصلي أن يشد رحاله إلى مسجد تبتغي فيه الصلاة غير المسجد الحرام والمسجد الأقصى و مسجدي۔

لاتشد الرحال سے فقط مساجد مراد ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز (کا زیادہ ثواب حاصل کرنے) کے لیے ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف رختِ سفر نہ باندھا جائے اور جہاں تک کسی صالح بزرگ یا عزیز رشتہ دار یا دوست کی زیارت وملاقات

کا تعلق ہے یا حصول علم تجارت اور تفریح کے لیے سفر اختیار کرنا یہ
حکمِ نہی میں داخل نہیں۔ اس بات کی تائید مسند احمد بن حنبل میں
شہر بن حوشب کے طریق پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی
حدیث مبارکہ ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت ابو سعید خدری
سے سنا جبکہ میں نے ان کے سامنے کوہِ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر کیا
تو انہوں نے بیان کیا: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی نمازی کو
زیادہ حصولِ ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے
سفر کرنا نہ چاہیے سوائے مسجدِ حرام مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد (مسجد
نبوی) کے۔ (عسقلانی، فتح الباری، 3۔65)

ازالہ وہم

منکرین حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول کو ممانعتِ سفرِ زیارت پر بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے لئے زیارت کے لفظ کو ناپسند کیا؟۔ اس کے جواب میں محدثین فرماتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کا حد درجہ ادب و احترام کرتے تھے' محبت اور تعظیم و توقیرِ نبی ﷺ میں آپ کا درجہ دیگر ائمہ کرام سے بڑھ کر ہے۔ آپ کو نسبتِ مصطفیٰ ﷺ دنیا و مافیھا سے بڑھ کر عزیز تھی۔ آپ کو مدینہ طیبہ میں قربِ مصطفیٰ ﷺ میں موت کی آرزو تھی' یہی وجہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی فرض حج کے علاوہ کبھی مدینہ طیبہ سے باہر سفر نہ کیا' اس اندیشہ کے تحت کہ کہیں محبوب کریم مصطفیٰ ﷺ کے محبوب شہر مدینہ طیبہ سے باہر موت نہ آ جائے جبکہ مدینہ طیبہ کے ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ کبھی بھی مدینہ منورہ میں سواری نہیں کرتے تھے۔ علامہ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد معروف بہ ابنِ ہمام حنفی لکھتے ہیں:

كان مالك رحمه الله و رضي عنه لا يركب في طرق المدينة ' و كان يقول أستحي من الله تعالى أن أطأ تربة فيها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے راستوں پر سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے اور (اس کی وجہ یہ بیان) فرماتے تھے مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اس مقدس مٹی پر سوار ہو کر چلوں جس کے اندر حضور نبی اکرم ﷺ کا جسدِ اطہر ہے۔

(ابن ہمام، شرح فتح القدیر، 3۔180)

آپ جیسے صاحب محبت امام سے اس بات کی توقع بعید ہے کہ انہوں نے زیارت کو ناپسند فرمایا ہو۔ دراصل ان کے نزدیک درِ رسول ﷺ کی حاضری پر لفظِ زیارت کا اطلاق خلافِ ادب ہے۔ کیونکہ عام قبروں کے لیے لفظِ زیارت استعمال ہوتا ہے جس میں مسلمان مُردوں کو فائدہ ہوتا ہے اور اس میں زائر کو اختیار ہوتا ہے چاہے زیارت کرے چاہے نہ کرے جبکہ مالکیہ کے نزدیک درِ رسول ﷺ کی حاضری واجب ہے۔ اس لیے وہ اس کو عام زیارت کی طرح امرِ مباح نہیں گردانتے۔ لہٰذا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں ممانعتِ زیارت کا شائبہ نہیں کیونکہ ان کا عقیدہ و عمل ہمارے سامنے ہے اور وہی قابلِ ترجیح ہے۔

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

ما نقل عن مالك أنه كره أن يقول زرت قبر النبي صلى الله عليه و آله وسلم وقد أجاب عنه المحققون من أصحابه بأنه كره اللفظ أدباً، لا أصل الزيارة فإنها من أفضل الأعمال، وأجل القربات الموصلة إلى ذي الجلال ' وأن

مشروعيتها محل إجماع بلانزاع والله الهادی إلی الصواب۔

یہ جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کی۔ اس قول کا جواب امام مالک کے مقلدین محقق ائمہ کرام نے یہ دیا ہے کہ وہ ادباً حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے لفظِ زیارت کا اطلاق ناپسند فرماتے تھے نہ کہ سرے سے زیارت کا انکار کرتے تھے۔ کیونکہ زیارتِ روضۂ اطہر ان افضل اعمال اور بلند درجہ عبادات میں سے ہے جس کے ذریعہ رب ذوالجلال تک رسائی ہوتی ہے جبکہ زیارتِ روضۂ اقدس کی مشروعیت اجماع سے ثابت ہے، جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات کی طرف ہدایت فرمانے والا ہے۔ (عسقلانی، فتح الباری، 3۔66)

آپ مزید لکھتے ہیں:

- قال بعض المحققين قوله ' إلا إلى ثلاثة مساجد، المستثنى منه محذوف فاما أن يقدر عاماً، فيصير ' لا تشد الرحال إلى مكان في أى أمر كان إلا إلى الثلاثة ' أو أخص ' من ذلك لا سبيل إلى الأوّل ' لافضائه إلى سد باب السفر ' للتجارة وصلة الرحم ' وطلب العلم ' وغيرها فتعين الثاني والأولى أن يقدر ماهو أكثر مناسبة ' و هو لا تشد الرحال إلى مسجد للصّلاة فيه إلا إلى الثلاثة، فيبطل بذلك قول من منع شدّ الرحال إلى زيارة القبر الشريف وغيره من قبور الصّالحين والله اعلم۔

بعض محققین نے جو یہ کہا: اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے۔

پس یہاں یا تو مقدر عام مانیں گے اس صورت میں عبارت یوں ہو گی لاتشد الرحال الی مکان فی ای امر کان الا الی ثلاثۃ کسی بھی مقصد کے لیے ان تین مساجد کے علاوہ کہیں اور سفر کے لیے رختِ سفر نہ باندھا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں مستثنیٰ منہ مقدر خاص مانیں گے۔ پہلی صورت تو ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کہ اس سے تجارت، صلہ رحمی اور طلب علم وغیرہ کے لیے تمام اسفار کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ پس لازماً دوسری صورت کا تعیّن کرنا پڑے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس مستثنیٰ منہ کو مقدر مانا جائے جس کی مستثنیٰ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مناسبت ہو اور وہ اس طرح ہے کہ لا تشد الرحال الی مسجد للصلاۃ فیہ الا الی الثلاثۃ (یعنی کسی بھی مسجد کی طرف نماز پڑھنے کی غرض سے رختِ سفر نہ باندھا جائے سوائے ان تینوں کے) اور اس سے اس شخص کا قول باطل ہو گیا جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور اور اس کے علاوہ صالحین کی قبور کی طرف سفر کرنے سے منع کرتا ہے۔ (عسقلانی، فتح الباری، 3۔66)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی (م 855ھ) نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے:

فإن قيل فعلى هذا يلزم أن لا يجوز السفر إلى مكان غير المستثنى، حتى لا يجوز السفر لزيارة إبراهيم الخليل صلوات الله تعالى وسلامه عليه ونحوه لأن المستثنى منه في المفرغ لا بد أن يقدر أعم العام وأجيب بأن المراد بأعم العام ما يناسب المستثنى نوعًا ووصفًا، كما إذا قلت ما رأيت إلا زيدًا، كان تقديره ما رأيت رجلًا أو أحدًا إلا زيدًا لا ما رأيت شيئًا أو حيوانًا إلا زيدا فههنا تقديره لا تشدّ إلى مسجد إلّا

إلی ثلاثة۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ لازم آرہا ہے کہ مستثنیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف سفر جائز ہی نہیں حتی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کے مقابر کی طرف کیونکہ مستثنیٰ منہ مفرغ کے لیے لازم ہے کہ اس کا مقدر عام ہو۔ میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں عام سے مراد وہ عام ہے جو از روئے نوع اور صفت مستثنیٰ کے مناسب ہے جیسے مَا رَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا کی تقدیر عبارت یوں ہوگی مَا رَأیْتُ رَجُلًا اَو احدًا اِلَّا زیدًا یہ عبارت نہیں ہوگی کہ مَا رَأیتُ شَیْئًا او حَیوانًا الا زَیْدًا پس اس حدیث مبارکہ میں تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لَا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلاثة۔ (عینی، عمدۃ القاری، 7۔253)

آپ مزید لکھتے ہیں:

وأوّل بعضهم معنى الحديث على وجه آخر، وهو أن لا يرحل في الاعتكاف إلا إلى هذه الثلاثة، فقد ذهب بعض السلف إلى أن الاعتكاف لا يصحّ إلا فيها، دون سائر المساجد، وقال شيخنا زين الدين من أحسن محامل هذا الحديث أن المراد منه حكم المساجد فقط، وأنه لا يشد الرحل إلى مسجد من المساجد غير هذه الثلاثة فامّا قصد غير المساجد من الرحلة في طلب العلم، وفي التجارة، والتنزه، وزيارة الصالحين، والمشاهد، وزيارة الإخوان، ونحو ذلك فليس داخلاً في النهي وقد ورد ذلك مصرحاً به في بعض طرق الحديث۔

بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل ایک اور طریقے سے کی ہے وہ اس طرح کہ کوئی شخص اعتکاف کے لیے مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف بطور نذر سفر نہ کرے۔ بعض سلف کا قول ہے اعتکاف کی نذر مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد میں جائز نہیں۔ ہمارے شیخ حضرت زین الدین فرماتے ہیں اس حدیث کا صحیح ترین مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد صرف مساجد کا حکم ہے یعنی ان مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف (زیادہ ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے اور جہاں تک ان مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ حصولِ علم' تجارت' سیر و سیاحت صالحین اور مقابر کی زیارت اور دوستوں کی ملاقات کی نیت سے سفر کرنا اور اس طرح کے دوسرے اسفار اس نہی میں داخل نہیں اور بعض روایتوں میں تو یہ چیز صراحت کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔

(عینی، عمدۃ القاری، 7۔254)

علامہ عینی نے مزید لکھا ہے:

فإن قلت ما الجمع بین قوله فی الحدیث الصحیح لا تشدّ الرحال إلا إلی ثلاثة مساجد و بین کونه کان یأتی مسجد قباء راکباً؟ قلت قباء لیس مما تشدّ إلیه الرّحال فلا یتناوله الحدیث المذکور۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی' تشد الرحال الا الی ثلاثہ مساجد کہ رختِ سفر نہ باندھا جائے سوائے ان تین مساجد کے اور آپ ﷺ کا یہ عمل کہ آپ ﷺ مسجدِ قباء سواری پر تشریف لیجاتے تھے دونوں میں تطبیق کیسی ہوگی تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ مسجد قبا ان مساجد میں سے نہیں جن کی طرف سفر کیا جاتا ہے پس یہ حدیث مذکور میں شامل ہی نہیں۔ (عینی، عمدۃ القاری، 7۔260)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ) لکھتے ہیں:

والصحيح عند إمام الحرمين وغيره من الشافعية أنه لا يحرم وأجابوا عن الحديث بأجوبة، منها أن المراد أن الفضيلة التامة في شد الرحال إلى هذه المساجد بخلاف غيره فإنه جائز ومنها أن المراد أنه لا تشد الرحال إلى مسجد من المساجد للصلاة فيه غير هذه وأما قصد زيارة قبر صالح و نحوها فلا يدخل تحت النهي، ويؤيده ما في مسند أحمد قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا ينبغي للمصلي أن يشد رحاله إلى مسجد غير المسجد الحرام، والمسجد الأقصى، ومسجدي انتهى۔

شوافع میں سے امام الحرمین (ابو المعالی عبد الملک الجوینی النیشاپوری) وغیرہ کے نزدیک صحیح مؤقف یہ ہے کہ قبور صالحین کی طرف سفر کرنا حرام نہیں اور ان ائمہ نے اس حدیث کے کئی جواب دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں فضیلت سے مراد ان مساجد ثلاثہ کی طرف شدِ رحال کی فضیلت تامہ ہے جبکہ کسی دوسری جگہ کی طرف محض سفر جائز ہے، دوسرا جواب یہ کہ اس سے مراد ہے ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف زیادہ حصول ثواب کی خاطر، نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے۔ لیکن کسی بزرگ صالح کی قبر اور اس طرح دیگر کام کے لیے اسفار نہی میں داخل نہیں، اس کی تائید مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسجد میں (زیادہ حصول ثواب کی خاطر) نماز ادا کرنے کی

غرض سے سواری تیار نہ کی جائے سوائے مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔(سیوطی، شرح سنن ابن ماجہ، 1۔102)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

اس حدیث کی مزید وضاحت میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (1014ھ) فرماتے ہیں:

الرّحال، جمع رحلة، وهو كور البعير والمراد نفى فضيلة شدّها ومربطها إلا ثلاثة مساجد، قيل نفى معناه نهى أى لا تشدّ الرّحال إلى غيرها، لأن ما سوى الثلاثة متساو فى الرتبة غير متفاوت فى الفضيلة، وكان الترحّل إليه ضائعاً عيشاً وفى شرح مسلم للنووى، قال أبو محمد يحرم شدّ الرّحال إلى غير الثلاثة وهو غلط وفى الإحياء ذهب بعض العلماء إلى الاستدلال به على المنع من الرحلة لزيارة المشاهد، وقبور العلماء، والصالحين وما تبين إلى أن الأمر كذلك بل الزيارة مأمور بها بخبر كنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها والحديث إنما ورد نهياً عن الشدّ بغير المساجد لتماثلها بل لا بلد إلا وفيها مسجد فلا معنى للرحلة إلى مسجد آخر وأما المشاهد فلا تساوى بل بركة زيارتها على قدر درجاتهم عند الله، ثم ليت شعرى هل يمنع ذلك القائل شدّ الرحال لقبور الأنبياء كإبراهيم وموسىٰ ويحيٰى والمنع من ذلك فى غاية الإحالة، وإذا جوّز

ذلك لقبور الأنبياء والأولياء فى معناهم فلا يبعد أن يكون ذلك من أغراض الرحلة كما أن زيارة العلماء فى الحياة من المقاصد۔

اس حدیث مبارکہ میں رِحال ٗ رِحْلَۃ کی جمع ہے جس کا معنی اونٹ پر سامان باندھنا ہے ٗ اور اس سے مراد مساجدِ ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف سفر کی فضیلت کی نفی ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہاں نفی بمعنی نہی ہے یعنی (زیادہ حصول ثواب کے لیے) ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر اختیار نہ کیا جائے کیونکہ ان مساجد کے علاوہ تمام مساجد درجہ ٔ ثواب میں برابر ہیں۔ باعتبارِ فضیلت کسی میں کوئی کمی بیشی نہیں، اس لئے ان کی طرف (زیادہ ثواب کے لیے نماز کی غرض سے) سفر بے فائدہ ہے۔ شرح مسلم نووی میں لکھا ہے کہ ابو محمد جوینی نے جو یہ کہا کہ ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف سفر حرام ہے یہ غلط ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مشاہد اور علماء صلحاء کے مقابر کی زیارت سے منع کیا ہے لیکن میں اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھا ہوں کہ اس میں مقابر و مشاہد کی زیارت کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا اب تمہیں اس کی اجازت ہے، اور حدیث شد رحال میں دیگر مساجد کی طرف زیادہ ثواب کے حصول کے لئے سفر کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد ثواب میں برابر ہیں، بلکہ دنیا میں کوئی آبادی ایسی نہیں جہاں مسجد نہ ہو لہٰذا کوئی شخص دوسری مسجد کی طرف محض ادائیگی نماز کیلئے کیوں جائے گا۔ تاہم زیادہ ثواب کے لئے کسی اور مسجد کی طرف سفر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مشاہد اور مقابر درجہ میں برابر نہیں بلکہ ان کی زیارت کی فضیلت و برکت ان کے اندر مدفون حضرات کے ان درجات پر موقوف ہے جو بارگاہ

الٰہی میں انہیں حاصل ہیں۔ افسوس کہ بعض لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف شد رحال سے بھی منع کرتے ہیں۔ قبور کی طرف سفر سے روکنا بڑے تعجب کی بات ہے اور جب اولیاء علماء اور صلحاء کرام کے مقابر کی طرف سفر کرنا جائز ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ سفر کے اغراض میں یہ (بھی علماء کرام کے مقابر) شامل ہوں جیسا کہ علماء کرام کی زیارت ان کی زندگی میں باعثِ ثواب ہے۔
(علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، 2۔190)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 1052ھ) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَال کی شرح میں لکھتے ہیں:

وگفت بندۂ مسکین کاتبِ حروف عبدالحق بن سیف الدین عفا اللہ عنہ اناکہ مقصودِ بیان اہتمام شانِ این سہ بقعہ وسفر کردن بجانب آنہاست کہ متبرک مقامات است یعنی اگر سفر کنند بایں سہ مسجد کنند وبغیر آن گرانی مشقت کشیدن نمی کنند نہ آنکہ سفر بجز این موضع درست نباشد مصرع۔

دل اگر بار کشد باز بکاری باری

بندۂ مسکین راقمِ حروف عبدالحق بن سیف الدین عفا اللہ عنہ کہتا ہے، ہوسکتا ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں ارشادِ نبوی سے مقصود ان تین مقامات مقدسہ کی شان کی عظمت اور ان کی جانب سفر کرنا ہو کیونکہ یہ تین مقامات سب سے بڑھ کر بابرکت ہیں یعنی اگر سفر مطلوب ہو تو ان تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاہیے اور لوگ ان مقامات کے علاوہ کسی اور مقام کی طرف سفر کی مشقت برداشت نہیں کرتے۔ حدیثِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں کہ ان تین مقامات کے علاوہ کسی اور طرف سفر کرنا جائز ہی نہیں مصرع۔

دل اگر بوجھ اٹھانا چاہے تو کسی صحیح مقصد و کام کیلئے اٹھانا چاہیے۔

(اشعۃ اللمعات' 1۔324)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان الزرقانی المالکی المصری معروف بہ امام زرقانی (1122ھ) نے مؤطاء کی شرح میں لکھا ہے:

استثناء مفرغ ای إلی موضع للصلاۃ فیہ إلا ھذہ الثلاثۃ' ولیس المراد أنہ لا یسافر أصلاً إلا لھا۔

اس حدیث میں استثناء مفرغ ہے یعنی کسی بھی جگہ ادائیگی نماز کے لیے سوائے ان تین مساجد کے رخت سفر نہ باندھا جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل سفر ہی نہ کیا جائے سوائے ان تین مقامات کے۔ (زرقانی' شرح المؤطا' 1۔320)

شارحینِ حدیث کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ حدیث کا لا تشد الرحال صرف ثواب کی نیت سے دیگر مساجد کی طرف سفر کرنے کو مستلزم ہے۔ رہا دیگر مقاصد کے لیے سفر تو وہ جائز ہے کیونکہ اگر ممانعتِ سفر کے قائلین کا قول مان لیا جائے کہ ان تین مساجد کے علاوہ دُنیا میں کسی بھی جگہ حتیٰ کہ اولیاء کرام کے مزارات اور دیگر نیک مقاصد کے لیے سفر حرام ہے تو اس صورت میں انسانی زندگی عذاب بن جائے گی اور انسان عضو معطل بن کر رہ جائے گا وہ اپنی آبادی سے باہر کبھی بھی نہ جا سکے گا نہ حصولِ علم، نہ تجارت، نہ عیادت وملاقات اور نہ اشاعتِ دین کے لیے حتیٰ کہ ان تین مساجد کی فضیلت عامہ کے تعین کے بغیر کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنا بھی اس قول کے مطابق ممنوع ٹھہر جائے گا۔ حالانکہ محسن انسانیت حضور سرورِ کائنات ﷺ نے خود سفر فرمائے' آپ ﷺ کے صحابہ کرام اشاعت دین کے لئے دُنیا کے گوشے گوشے تک پہنچے۔ خود آپ ﷺ نے حصولِ علم کے لئے دور دراز مقامات تک سفر کی ترغیب دی تو معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ دنیا میں کہیں بھی سفر نہ کیا جائے بلکہ

اس حدیث کا صحیح معنی و مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں جتنی مسجدیں ہیں ان میں سے صرف یہ تین مساجد ایسی ہیں کہ جنہیں فضیلت تامہ حاصل ہے۔ ان میں نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت اور ثواب ہے مثلاً

مسجد الحرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پچیس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

دُنیا کی دیگر مساجد کو یہ فضیلت حاصل نہیں تو حدیثِ مبارکہ کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک شخص کو اپنے محلّہ اور آبادی کی مسجد میں وہی ثواب ملے گا جو دنیا کی دیگر مساجد میں ملتا ہے تو اس تصور کے ساتھ کہ شاید فلاں مسجد میں اس مسجد سے زیادہ ثواب ملے گا سفر کرنا بے فائدہ ہے۔ اگر ادائیگی نماز کا زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو پھر حدیث میں مذکورہ مقامات کی طرف ہی سفر کرے اور جہاں تک مطلقاً سفر کی بات ہے تو گزشتہ صفحات میں ائمہ حدیث اور فقہاء کے صحیح اقوال اور تشریحات سے ثابت ہوا کہ جائز ہے عام سفر کی کہیں بھی ممانعت اور حرمت نہیں۔

زیارتِ روضہ رسول ﷺ پر علماء حق کی تصانیف مبارکہ

جیسا عرض کیا ہے کہ نجدی وہابی روضہ رسول کریم ﷺ کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ حاضری بدعت بلکہ معاذ اللہ شرک سے تعبیر کرتے ہیں اس پر وہ مختلف زبانوں میں ضخیم کتب/رسائل و پمفلٹ شائع کر کے تقسیم کر رہے ہیں۔

جبکہ گزشتہ صدیوں میں علماء کرام نے روضہ اقدس پر حاضری کے ظاہری باطنی، دنیوی اور اخروی فوائد پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور مدینہ منورہ میں روضہ رسولِ کریم ﷺ کی زیارت مجھے پر کتب فقہ، مناسکِ حج اور کتب مناقب و خصائص میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اِن کتب میں مکمل یا جزوی طور پر ابواب کی صورت میں

زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کے احکام' فضائل اور آداب جمع ہیں۔ جن سے قارئین مزید استفادہ کر سکتے ہیں۔ فقیر ان کتب کا جائزہ پیش کرتا ہے۔

کتبِ زیارت

وہ ائمہ و محدثین کرام جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے فضائل و برکات بیان کئے' اس کے حق میں فتاویٰ دیئے اور اِس موضوع پر کتب تصنیف فرمائیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کے موضوع پر جامع کتاب ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام'' تالیف کی ہے۔ جس میں آپ نے اس مسئلہ میں ابن تیمیہ کا خوب رد فرمایا ہے۔

☆ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر الدمشقی نے ایک کتاب ''اتحاف الزائر واطراف المقیم السائر فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' تالیف کی۔

☆ اِمام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی نے اِس موضوع پر دو کتب'' الجوھر المنظم فی زیارۃ القبر النبوی الشریف المکرم'' اور ''تحفۃ الزوار الی قبر النبی المختار'' تالیف کی ہیں۔

☆ عرب دُنیا کے محقق عالم دین محمود سعید ممدوح نے چار سو صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب ''رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل و الزیارۃ'' لکھی ہے۔

نوٹ:.....محمود سعید ممدوح کے فن حدیث میں باذوق ہونے کے بارے نجدی بھی ماننے پر مجبور ہیں اس کا اظہار انہوں نے اپنے کئی مضامین میں کیا ہے۔

☆ شیخ محمد فقی نے دو سو صفحات پر مشتمل کتاب ''التوسل و الزیارۃ'' تالیف

کی۔

☆ شیخ حسن عدوی مالکی نے ''مشارق الانوار فی زیارۃ النبی المختار'' لکھی۔

☆ احمد بن محمد حضراوی مکی نے چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں ''نفحات الرضا والقبول فی فضائل المدینة وزیارة سیدنا الرسول صلی اللہ علیه وآله وسلم'' لکھی۔

☆ عبدالحمید بن محمد علی مکی نے ''الذخائر القدسیة فی زیارة خیر البریة'' لکھی۔

احمد انصاری تتناشی نے نہایت خوبصورت کتاب ''الدرۃ الثمینۃ فیما الزار النبی ﷺ الی المدینۃ'' لکھی ہے۔

اِن کتب میں زیارتِ روضۂ اَقدس کے موضوع پر اَبواب ہیں:

☆ احمد بن حسین بیہقی 'شعب الایمان' 3۔488

☆ قاضی عیاض ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ''

☆ احمد بن محمد قسطلانی ''المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة

☆ محمد بن یعقوب فیروز آبادی ''الصلات و لبُشر فی الصلاة علي خیر البشر''

☆ ابن حجر ہیتمی مکی ''الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود''

☆ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ''القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع''

☆ محمد بن عبدالباقی زرقانی ''شرح المواهب اللدنیة''

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''ماثبت من السنۃ''

☆ حسین بن حسین حلیمی ''المنهاج فی شعب الایمان''

کتبِ مذاہبِ اربعہ

کمال الدین بن ہمام حنفی نے فتح القدیر 3۔94) میں زیارت پر ایک مفصل باب باندھا ہے۔

ابنِ عابدین شامی نے ''رد المحتار علی الدر المختار'' یں زیارت کے موضوع پر بحث کی ہے۔

نووی ''المجموع''

نووی کی کتاب ''المنهاج'' پر امام جلال الدین محلی کی شرح ''منہج الطلاب'' کے حاشیہ پر امام ابو یحییٰ زکریا انصاری کی کتاب ''فتح الوہاب''

☆ ابن حجر ہیتمی مکی کی ''تحفة المحتاج''

☆ شیخ ابو العباس محمد بن احمد رملی کی ''نهاية المحتاج''

☆ شہاب الدین احمد بن ادریس قرافی کی ''الذخیرة'' (جلد 3، باب 12)

☆ عبد الحق صقلی مالکی کی ''تهذيب المطالب''

☆ احمد بن محمد الدردیر کی کتاب ''الشرح الصغير علی اقرب المسالك الى مذهب الامام مالك'' (2۔381)

☆ علامہ محمد بن احمد بن جزری غرناطی کی کتاب ''قوانین الاحكام الشرعية ومسائل الفروع الفقهية'' (ص 136)

☆ شیخ ابو بکر حسن کشناوی کی کتاب ''اسهل المدارك شرح ارشاد السالك فى فقه امام الائمة مالك'' 1۔521)

☆ ابن حزم ''المحلی'' 5۔198

☆ خطیب شربینی ''مغنی المحتاج'' 1۔512

☆ عبداللہ بن قدامہ، المغنی، 3۔556

☆ ابوالفرج بن قدامہ، الشرح الکبیر، 3۔495

☆ منصور بن یونس بہوتی، کشاف القناع، ▪۔598

☆ مرعی بن یوسف، دلیل الطالب۔88

☆ محمد بن مفلح مقدسی، الفروع، 3۔523

کتبِ مناسک

☆ عزالدین بن جماعہ کنانی "هداية السالك الى المذاهب الاربعة في المناسك" (جلد۔3 ، باب6)

☆ الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ، للإمام النووی، ص453-446، دار البشائر، بیروت، ط.1994

☆ وہبی سلیمان غاوجی، الحج واحکامہ

وہ مسئلہ زیارت میں لکھتے ہیں کہ قبرِ رسول ﷺ کی زیارت کرنا سُنت ہے، قرآن وسنت فعلِ صحابہ، اجماع، عرفِ عام اور قیاس سے ثابت شدہ ہے۔

شمع رسالت کے پروانے آج بھی دیوانہ وار حاضر ہوتے ہیں، جاں نثاروں کے والہانہ عشق ومحبت کا جذبہ آج بھی زندہ وتابندہ ہے بلکہ عشاقِ مصطفیٰ نے اس جذبۂ جاں نثاری کو ایک تحریک بنا دیا ہے۔ بعد از وِصال بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر لمحۂ موجود تک حضور ﷺ کا روضۂ اطہر مرجع خلائق بنا ہوا ہے، درِ آقا ﷺ پر ہر لمحہ صلوٰۃ والسلام کے نذرانے پیش کئے جا رہے ہیں۔ حضور سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کا در آج بھی کھلا ہے اور قیامت تک کُھلا رہے گا۔ منگتوں کی جھولیاں بھری جا رہی ہیں۔ شام وسحر امن وسکون کی خیرات بٹ رہی ہے۔

علمی خیانت رتعصب کی انتہاء؟؟؟

امام یحییٰ بن شرف النووی نے اپنی کتاب الاذکار میں ایک فصل قائم کی فصل فی زیارة قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واذکارھا (فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور اس کے اذکار کے بیان میں) یہ اذکار کے تمام قدیم نسخوں میں دیکھا جا سکتا ہے لیکن جب یہی کتاب ۱۴۰۹ھ میں دارالہدیٰ ریاض سے شائع ہوئی تو اس کے صفحہ ۲۹۵ پر فصل کا عنوان بدل کر یہ کر دیا گیا فصل فی زیارة مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی زیارت کے بیان میں) صرف اتنا ہی نہیں کیا گیا بلکہ امام نووی کی ایک پوری عبارت کو تبدیل کر دیا گیا، امام نووی نے اس فصل میں تحریر فرمایا تھا:

اعلم انه ینبغی لکل من حج ان یتوجه الی زیارة رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم سواء کان ذالك طریقه او لم یکن فان زیارته صلی اللہ علیه وآله وسلم من اھم القربات واربح المساعی وافضل الطلبات

جاننا چاہیئے کہ جو شخص بھی حج کرے اس کے لیے مناسب ہے (ا) کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے خواہ وہ اس کے راستے میں ہو یا نہ ہو کیوں کہ آپ کی زیارت تقرب حاصل کرنے والے اُمور میں سب سے اہم، کوششوں میں سب سے زیادہ نفع بخش اور طلبات میں سب سے زیادہ افضل ہے۔

اس عبارت کو بھی اذکار کے کسی بھی نسخے میں دیکھا جا سکتا ہے، لیکن دارالہدیٰ کے مطبوعہ نسخے میں یہ عبارت یوں کر دی گئی ہے:

اعلم انه یستحب من اراد زیارة مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ان یکثر من الصلاة علیه (ﷺ)

یہ حاضری کا سبب

بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

کہاں وہ ارضِ مدینہ کہاں میری ہستی۔ یہ حاضری کا سبب بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

جو تمنا تھی دل کی وہ پوری ہوئی

الحاج علامہ ابو مصعب غلام شبیر المدنی کا اگر شکریہ ادا نہ کروں تو ناشکر ہوگی کہ انہوں نے فقیر کے لیے مدینہ منورہ حاضری کے لیے دو سال کا ملٹی پل نہ صرف ویزہ دیا بلکہ تمام تر اخراجات بھی انہوں نے ادا کیے۔

بہاولپور سے روانگی

☆......۴ رصفر المظفر ۱۴۳۸ھ/5 نومبر 2016ء ہفتہ شام ۳۰-۳ بجے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے ولدی العزیز مولانا محمد اعجاز اویسی...... محمد ایاز المدنی اویسی ...... محمد صالح (سانول) اویسی...... صوفی مختار احمد اویسی...... فقیر کو مدینۃ الاولیاء ملتان پہنچانے آئے ہیں' نمازِ عصر ہم نے مخدوم رشید ادا کی اور مغرب تک ہم ملتان کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ آن پہنچے فقیر سامان لے کر اندر چلا گیا عزیزان کو اجازت دے دی تاکہ وہ بخیر گھر بہاولپور چلے جائیں۔ فقیر بورڈنگ کرانے کے ہال میں آیا تازہ وضو کیا نمازِ مغرب پڑھی ۳۰-۷ بجے (پی آئی اے) جہاز میں جانے کا اعلان ہوا فقیر جہاز میں چلا گیا' پندرہ منٹ بعد تمام مسافروں کو دُعا سفر پڑھائی گئی جہاز نے پرواز شروع

کی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ہم باب المدینہ کراچی پہنچے۔ برادرانِ طریقت محمد سمیر اویسی، محمد کاشان اویسی لینے آئے، لائنز ایریا میں علماء کرام کے اجلاس میں شرکت کی، رات محترم محمد راحیل قادری کے ہاں گذاری۔

☆......۵ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/ 6 نومبر 2016ء اتوار کو فقیر الحاج محمد احمد قادری کاروان اسلامی کے گھر سے مدینہ منورہ کے لیے سفر آغاز کیا۔ چار بجے احباب نے کراچی ائیر پورٹ پہنچایا محترم عبداللطیف، محترم محمد فیصل شہزاد چغتائی ملنے آئے۔ بورڈنگ کرانے کے بعد فقیر نے نماز عصر اور پھر مغرب اندر ائیر پورٹ میں ادا کیں ۱۵۔۶ بجے گیٹ نمبر ۲۷ سے جہاز جانے کا اعلان ہوا۔

شام ۴۵۔۶ پر جہاز سوئے طیبہ روانہ ہوا تو فقیر نے دُعا سفر کے بعد درود شریف کا ورد جاری رکھا فقیر کے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھی ماشاء اللہ نیک صورت نظر آئے تو ان سے تعارف پوچھا تو اپنا نام محمد رضا بتایا مزید کہا علامہ غلام شبیر المدنی صاحب کے شرکہ میں مکہ مکرمہ کام کرتا ہوں فقیر نے کہا پھر اپنے ہی محکمہ کے ساتھی ہیں سفر مدینہ طیبہ کا ہو ساتھی ہم مزاج مل جائے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے، اچھی گفتگو رہی، ہمارا سفر بہت پیارا ہے، اب بہت نرالا گذرا۔

شب پیر شریف مدینہ منورہ کے ٹائم کے مطابق ۹ بجے ہمارے (پی ائی اے کے) جہاز نے مدینہ منورہ کی سرزمین کے بوسے لئے جونہی اعلان ہوا کہ ہم تھوڑی دیر میں مدینہ منورہ کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر اُترنے والے ہیں تو طبیعت میں ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی اتفاقاً فقیر کی سیٹ کھڑکی کے قریب تھی۔

فقیر کو مدینہ منورہ مطار پر لینے کے لیے کمال شفقت فرماتے ہوئے مبلغ اسلام حضرت سید حسن شاہ المدنی، حضرت حافظ سعید احمد موجود ہیں۔

مطار سے ہم سیدھے امیر طیبہ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ

میں حاضر ہوئے۔ ان کی خدمت میں سلام عرض کیا فاتحہ کا نذرانہ پیش احباب کے لیے حاضری کی التجاء کی۔ محترم عبداللطیف نے کراچی سے گلاب کے پھول پیش کیئے وہ سید حسن شاہ صاحب نے احاطہ مزار میں ڈال دیئے۔ ہم جب سلام ودُعا سے فراغت ہوئے تو محترم شبیر حسین لنگر شریف لئے حاضر ہیں ہمیں دیکھا تو بہت خوش ہوئے معانقہ کیا لنگر پیش کیا۔

مطعم الجمیل پر محترم محمد کاشف قادری کو مدینہ منورہ ائیر پورٹ سے فون کیا کہ لنگر آپ کے ہاں آ کے کھاتے ہیں ہم شارع سید الشہداء پر مطعم الجمیل (ہوٹل) رُکے تو بھائی محمد کاشف نے مرحباء کہا اور پر تکلف لنگر کا اہتمام کر رکھا تھا۔ محمد انور اور ان کے صاحبزادے محمد عرفان قادری ملے فقیر انہیں شرح حدائق بخشش جلد اول اور منزل بہ منزل جلد اول پیش کی، بہت خوش ہوئے لنگر سے فراغت کے بعد فقیر اپنی قیام گاہ آیا عزیزم محمد فہیم استقبالیہ پر موجود تھے کمرے کی چابی دی فقیر نے سامان رکھا اور شب ۱۲ بجے کے بعد ترستی آنکھوں کی پیاس بجھانے دھڑکتے دل کو سکون دینے حرم نبوی شریف چلا شارع السلام سے نور برساتا سبز گنبد کیا نظر آیا دو جہانوں کی مرادیں مل گئی لبوں پر درود وسلام کے نذرانے لئے قدم بڑھاتے بڑھاتے باب السلام سے مسجد میں داخل ہونے کی دعا کے ورد کے ساتھ داخل ہوا بس:

''کیا بتاؤں ملی دل کو کتنی خوشی''

اس خوشی کے مبارک لحات کو بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے تحیۃ المسجد کے نوافل محراب عثمانی کے سامنے پڑھے خوش نصیبی کہ ریاض الجنۃ میں جگہ ملی تو نماز عشاء ادا کر کے مواجہ اقدس سلام کرنے کے لیے روانہ ہوا اس منظر کو بیان کرنے کی نہ جرأت ہے نہ ہمت یہ خالص دل کا معاملہ ہے اسے اہل دل ہی جانتے ہیں ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ سلام کا نذرانہ عرض کیا گنتی کے لوگ تھے مطوعوں کی نظر بد سے

محفوظ رہا اور شکر ہے کہ فوٹو باز زائرین بھی غائب تھے ورنہ حاضری کی لذت میں فوٹو باز اثر انداز ہوتے ہیں (خدارا مسلمانو! حرمین شریفین کی حاضری میں فوٹو بازی سے بچو اچھے رہو گے)

خوش نصیب بچہ

☆......آج مدینہ منورہ میں ۷ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ ہے اور نومبر 2016ء کی بھی ۷ تاریخ ہے۔

فقیر نماز فجر کے بعد اپنے کمرے میں آ کر سو گیا تقریباً ساڑھے گیارہ بجے آنکھ کھلی حرم شریف جانے کی تیاری کے لیے وضو وغیرہ کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ دروازہ پر دستک کی آواز آئی محمد داود نے کہا کہ بھائی غلام یٰسین آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں موبائل سے ان کا نمبر ملایا تو انہوں نے خوشخبری سنائی کہ بھائی علامہ غلام شبیر المدنی کے گھر اللہ تعالیٰ نے پیارا سا مدنی منا عطاء فرمایا ہے ان کی خواہش ہے مدینہ منورہ میں آنے والے اس نئے مہمان کے کان میں آپ اذان دیں فقیر نے کہا میرے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے بچے کے کان میں اذان دوں تھوڑی ہی دیر بعد وہ پیارے بچے کو گاڑی میں لیکر آ گئے فقیر نے اس کے کان میں اذان و تکبیر پڑھی اور اسے فقیر اور محمد مظفر و محمد مصعب المدنی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حاضری کے لیے لے گئے فقیر کو اس پیارے بچے کی قسمت پر رشک آ رہا تھا کہ ماشاء اللہ مدینہ منورہ میں پیر کے روز دُنیا پہ آیا اور آتے ہی رشک ملائکہ زیارت گاہِ انبیاء آقا تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے چلا گیا دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے بچوں کو ایسی سعادت نصیب فرمائے۔ علامہ غلام شبیر المدنی کے آنگن میں کھلنے والا یہ پھول محبت کی خوشبوئیں تقسیم کرتا رہے آمین ثم آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

آج مدینہ منورہ میں جن احباب سے ملاقات ہوئی حضرت مولانا سید منظور

احمد شاہ صاحب (اور ان کے صاحبزادہ مفتی صاحب) خانقاہ شریف بہاولپور حضرت سید کمال مصطفیٰ شاہ حافظ غلام سرور بہاولپوری' حبیب احمد اویسی جامعہ اویسیہ بہاولپور کے فاضل مولانا لیاقت علی نیازی (مدینہ منورہ)

☆......۸ صفر المظفر ......۸ نومبر منگل

صبح نماز کے بعد کچھ لکھنا پڑھنا کیا' پھر سو گیا تو خواب میں حضرت پیر شمیم صابر صابری (کلس شریف سرگودھا) سے تفصیلی ملاقات رہی انہوں نے بہت محبت کا مظاہرہ کیا۔

ساڑھے گیارہ بجے بیدار ہوا غسل کیا پھر قبلہ والد گرامی حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے مدینہ منورہ کے سفر نامے پر کچھ کام کیا ۲ بجے کے بعد حرم نبوی شریف چلا گیا نمازِ ظہر ادا کی وظائف پڑھے نماز عصر کے بعد قدمین شریفین میں حاضری رہی بڑا لطف آیا مغرب کے بعد سید محمد حسن شاہ کے ساتھ فندق آ گیا۔

مدینہ منورہ میں زائرین' معتمرین کا رش نہیں ریاض الجنہ شریف میں جہاں چاہیں بیٹھ جائیں آج شب بدھ فقیر کو رات گیارہ بجے نماز عشاء ریاض الجنہ میں نصیب ہوئی ستونِ عائشہ کے ساتھ دیر تک درود شریف کا ورد جاری رکھا ۳۰۔ا بجے محمد صادق قادری نے کہا کہ چلیں سحری کر لیں محمد کاشف مظعم الجمیل سے روزانہ کافی سارا لنگر لے کر آتے ہم سب نے گنبد خضریٰ شریف کے سامنے مسجد نبوی شریف کے جنوب قبلہ سمت باہر آ کر سحری کی اور پروگرام بنا کہ شب بدھ ہے حضور امیر طیبہ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی جائے الحمد للہ رات کے ۳۰۔۲ بجے جبل احد شریف کے دامن حاضر ہوئے امیر مدینہ کا کیا دربار شاہانہ ہے جہاں جھولی پھیلائے کھڑا زمانہ ہے۔ سلام و فاتحہ دعا کے بعد حرم شریف آئے۔

نماز فجر کے بعد کمرہ میں آ کر سو گیا۔

☆......۹صفر المظفر......۹نومبر بروز بدھ

نمازِ ظہر تک کمرے آرام کیا پھر تیاری کی اور حضور فیض ملت نور اللہ کے سفر مدینہ منورہ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء پر کام کرتا رہا حرم شریف میں آکر وظائف مکمل کیے نمازِ عصر ریاض الجنہ میں ادا کی بعد میں مواجہہ اقدس حاضر ہوا سلام پیش کر کے قدمین شریفین میں آکر درود شریف پڑھتا مغرب کے بعد محترم محمد انور (سوق التمور رکھجور منڈی) کے ہاں دعوت میں حاضر ہوا سید محمد حسن شاہ عزیزم محمد علی بھی ساتھ ہیں۔ محمد مدنی (محمود شہید والہ) گاڑی لایا حضور امیر طیبہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی ۳۰۔۹ بجے حرم شریف نماز عشاء ادا کی پھر کمرے میں آکر لکھائی کا کام جاری رہا رات ایک بجے واپس حرم شریف جا کر نوافل و درود شریف ۲ بجے محترم محمد کاشف سحری لایا محمد صادق قادری و دیگر احباب نے مل کر سحری کی گنبد خضری شریف کے سامنے اہلسنت کی زبوں حالی پر دُکھڑے سناتے رہے' پاکستان کے حالات پر احباب نے تبصرہ کیا' بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے رہے کہ اک نگاہ کرم ادھر بھی ہو ۴ بجے واپس کمرہ میں آگیا۔ نماز فجر تک حضو فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے سفر نامہ مدینہ منورہ ۱۹۸۸ء پر کام کرتا رہا۔

☆......۱۰رصفر المظفر ......۱۰رنومبر جمعرات

نمازِ فجر ادا کر سو گیا ایک بجے اٹھ کر غسل کیا اور سفر نامہ پر کام جاری رکھا ظہر کمرہ میں ادا کی کام کرتا رہا ۴ بجے حرم شریف حاضر ہوا آج کے وظائف مکمل کیے ریاض الجنہ میں نماز عصر پڑھی مولانا محمد یوسف سعیدی چاچڑانی ملے تو وہیں ریاض الجنہ میں قبلہ والدی حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی یادیں سنتا سناتا رہا درود شریف کا ورد بھی جاری رہا افطار کے لیے کافی ساری کھجوریں' ڈبل روٹی' زمزم شریف مل گئے نماز مغرب بھی ریاض الجنہ میں ادا کر کے باب الرحمہ میں حضرت سید حسن شاہ المدنی ملے انہیں

لیکر کمرے میں آ گیا جدہ سے محترم محمد عباس اویسی اور ان کے والد صاحب و دیگر دو ساتھی آئے ہیں ان سے حال واحوال کر کے قاری محمد سعید المدنی گاڑی لائے فقیر مع سید حسن شاہ اور حبیب اویسی حضرت حضور امیر طیبہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی شب ۳۰۔۱۰ بجے محمد آصف قادری کے گھر حاضر ہوئے وہاں محمد مبشر بھائی نے ملازمت ملنے پر محفل شریف کا اہتمام کر رکھا ہے ہم پہنچے تو محمد حسن وارث نے سید نصیر الدین نصیر کا کلام:

"لو مدینے کی گلی سے لگائے ہوئے ہیں"

بہت بھلے انداز سے پڑھا۔

محمد اویس نے کلام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

"تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال"

خوب پڑھا فقیر کو خطاب کے لیے کہا گیا تو مدینہ منورہ کی حاضری اور قیام طیبہ کے فضائل مختصر گفتگو کی حضرت سید حسن شاہ المدنی نے "جسے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے" کے موضوع پر پُرجوش بیان فرمایا درود وسلام کے بعد حضرت سید منظور احمد شاہ خانقاہ شریف بہاولپور (جو اپنے صاحبزادہ مفتی سید حامد رضا کے ہمراہ فقیر کے عرض پر محفل کو رونق بخشی) نے دعائیہ کلام میں محافل میلاد و تقریبات گیارویں شریف کے برکات پر موثر الفاظ بیان فرما کر دعا فرمائی لنگر نبوی شریف میں مدینہ منورہ کی لحم مندی بڑی لذیز سب کے سامنے صفرہ پر سجادی گئی سب نے دعائے طعام پڑھ کر خوب سیر ہو کر مدنی لنگر کھایا روحانی و جسمانی لنگر کا بڑا ہی لطف آیا۔ صاحب خانہ سے اجازت لیکر ہم حرم شریف آئے تازہ وضو کیا فقیر نے محراب عثمانی کے سامنے قدیم حرم میں نماز عشا ادا کی اور مواجہہ اقدس پر سلام کے لیے حاضر ہوا مطوع لوگوں تقریر جھاڑ رہا تھا فقیر اس کے قریب جا کر باادب سلام عرض کرتا رہا وہ اپنی مستی میں تھا کہ فقیر سر جھکا کر سلام پیش

کرتا رہا زمزم شریف پیا خوب بجھائی پیاسیں کمرہ آ گیا۔

☆......۱۱ر صفر المظفر ......۱۱ر نومبر جمعۃ المبارک

صبح نماز فجر با جماعت پڑھی لکھنے کا تھوڑا سا کام کر کے سو گیا ۳۰۔۱ بجے بیدار ہو کر جمعہ کی تیاری کی کپڑے تبدیل کئے ایک بجے جمعہ پڑھایا جمعہ کے بعد قاری محمد صدیق مکہ مکرمہ و محترم عبدالرزاق (چشتیاں شریف) حال مدینہ منورہ نے بہت ہی خوش الحانی سے سلام پڑھایا حضرت سید حسن شاہ مبلغ اسلام لنگر لائے صفرہ پر جملہ احباب نے لنگر کھایا اور ہم سید الشہداء کی بارگاہ سلام کرنے حاضر ہوئے قباء شریف بھی جا کر نوافل عمرہ ادا کر کے حرم شریف آ کر نماز عصر پڑھی باب الہجرہ میں افطار کیا اور نماز مغرب ادا کر کے کمرہ میں آ گیا۔

مسجد قباء

قباء اور مدینہ منورہ کے جنوب میں تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مختصر سی آبادی ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقعہ پر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آتے ہوئے چودہ دن قیام فرمایا۔ اور اپنے قیام کے دوران یہ مسجد تعمیر فرمائی۔ اسلام میں تعمیر کی گئی مساجد میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر قبا تشریف لاتے اور مسجد میں نماز ادا فرماتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یَاْتِیْ قُبَاءَ مَاشِیًا وَرَاکِبًا فَیُصَلِّی فِیہِ رَکْعَتَیْنِ

(صحیح البخاری باب اتیان مسجد قبا ماشیا وراکبا)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدل یا سوار ہو کر قباء تشریف لاتے اور دو رکعت (نماز نفل) ادا کرتے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنه كَانَ يَاتِي مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِي صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ۔

مسجد قباء میں نماز کی اہمیت

اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے:

قَالَ أَبُو أُمَامَة بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ قَالَ أَبِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ خَرَجَ حَتَّى يَاتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمْرَة۔

حضرت ابوامامہ اپنے والد سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد قباء میں آ کر نماز ادا کرتا ہے' اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

مسجد قباء کا ذکر قرآنِ کریم میں:

اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی تعریف قرآنِ مجید میں بھی فرمائی ہے' چنانچہ ارشاد ہے:

مَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ (۱۰۸/سورۃ التوبہ)

جس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ حق دار ہے کہ آپ وہاں کھڑے ہوں۔ اس میں یعنی قباء میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے طہارت پسند لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

☆ ......۱۲/صفر المظفر ......12/نومبر 2016ء ہفتہ

ایک بجے بیدار ہو کر تیار کی جدہ سے آئے پیر بھائی محمد عباس اویسی اور ان کے والد گرامی کے ساتھ مسجد نبوی شریف حاضر ہوئے نماز ظہر باب مکہ کے اندر ادا کی عصر

تک آج کے وظائف مکمل کئے عصر کی نماز ریاض الجنہ کے قریب پڑھی حضرت سید حسن شاہ المدنی کے ہمراہ افطاری کی سعادت باب الجبرہ میں نصیب ہوئی۔

حرم نبوی شریف شرقی جانب توسیعی منصوبہ رُک گیا؟؟؟

سید حسن شاہ صاحب جدید حرم نبوی شریف جو شرقی جانب جنت البقیع شریف کے شمال تعمیر ہو رہا ہے اس میں ڈاکومنٹ کنٹرولر ہیں بتا رہے تھے ایک سال ہونے کو ہے کام بند ہو چکا ہے سعودی معیشت اس وقت بہت خراب ہے کئی کمپنیاں بند ہو چکی ہیں ہزاروں مزدور فاقہ کشی سے مجبور ہیں کئی لاکھ تو بے چارے اپنی تنخواہیں نہ ملنے پر گھروں کو جا چکے ہیں۔ حالات دن بہ دن ابتر ہو رہے ہیں۔

حرم نبوی شریف کا یہ توسیعی منصوبہ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے شروع کرایا تھا جسکے تحت مسجد نبوی شریف موجودہ رقبے سے 3 گنا بڑھ جائیگی۔ مسجد نبوی شریف کے اطراف کا پورا علاقہ جدید خطوط پر استوار کیا جائیگا۔ پیدل چلنے والوں کی سہولت کا خصوصی اہتمام کیا جائیگا۔ 1462ھ مطابق 2040ء تک مزید 12 لاکھ نمازیوں کی گنجائش پیدا کی جائیگی۔ مسجد نبوی شریف کے اطراف عمارتوں کو جدید انداز میں تعمیر کیا جائیگا' بہت سارے ہوٹل منہدم کئے جا چکے ہیں کیونکہ نئے توسیعی منصوبے کیلئے 12.5 ایکٹر رقبہ درکار ہوگا۔ مسجد نبوی شریف کے اطراف کا رقبہ لگ بھگ 3 گنا بڑھ جائیگا۔ مسجد نبوی شریف کے نیچے نئی پارکنگ ہوگی۔ شاہ عبداللہ نے 1426ھ میں مسجد نبوی شریف کے کھلے مقامات پر سائبانوں (چھتریوں) کی تنصیب کرا چکے ہیں۔ ایک سائبان 576 مربع میٹر کا ہے۔ ان کی بدولت مسجد کا کھلا ہوا پورا علاقہ سائبانوں سے ڈھک جاتا ہے۔ مشرقی صحن بھی تیار ہو چکا جس کا رقبہ 37 ہزار مربع میٹر ہوگا۔ پارکنگ کیلئے انڈر پاس تعمیر کئے جائیں گے۔ اب دیکھیں کب یہ منصوبہ مکمل ہوتا ہے۔

مغرب کے بعد کمرے میں آ گئے۔

مبلغ اسلام حضرت سید حسن شاہ صاحب المدنی نے فرمایا ملائیشا سے ایک ساتھی نے نیٹ پر شیعوں کی جانب سے گئے چند سوالات ارسال کئے ہیں جن سے ہمارے نوجوانوں میں تشویش پائی جا رہی ہے ان کے جوابات دینا بہت ضروری ہے۔

سوال نمبر 1 ◀ سن 11 ہجری میں جنازہ رسول ﷺ میں فقط 7 مسلمان شریک ہوئے؟

جواب ◀ محدثین کرام اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کا جنازہ عام جنازوں کی طرح نہ ہوا بلکہ فرداً فرداً صحابہ کرام بارگاہ رسول کریم ﷺ میں حاضر ہو کر برستی آنکھوں سے سلام کا نذرانہ پیش کرتے ملاحظہ ہو ابن ماجہ کی حدیث مکمل راویان کے ساتھ۔

نصر بن علی جہضمی، وہب بن جریر، جریر، محمد بن اسحاق، حسین بن عبداللہ، عکرمہ، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب صحابہ رسول اللہ ﷺ کے لئے قبر کھودنے لگے تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی طرف آدمی بھیجا اور وہ اہل مکہ کی طرح صندوقی کھودتے تھے اور ابو طلحہ کی طرف بھی آدمی بھیجا وہ اہل مدینہ کے لئے بغلی قبر کھودا کرتے۔ غرض صحابہ نے دونوں کی طرف بلاوا بھیجا اور یہ کہنے لگے اے اللہ! رسول اللہ ﷺ کے لئے (بہتر صورت کو) اختیار فرما۔ آخر ابو طلحہ ملے وہ آئے اور ابو عبیدہ نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی گئی۔ جب منگل کے روز رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہوئے تو آئے تو آپ کے گھر میں تخت پر رکھا گیا پھر لوگ فوج در فوج آپ کے گھر جا کر آپ کی ذات پر (صلوٰۃ) درود و سلام پڑھتے رہے جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتوں کو موقع دیا گیا جب عورتیں فارغ ہو گئیں تو بچوں کو موقع دیا گیا۔ آپ کے جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی (بلکہ لوگوں نے فرداً فرداً آپ کی ذات پر صلوٰۃ و سلام پڑھا)۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز حصہ سوم)

جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام

حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تیار ہوا تو لوگ نماز جنازہ کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ جنازہ مبارکہ حجرہ مقدسہ کے اندر ہی تھا۔ باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور نماز (صلوٰۃ وسلام) پڑھ کر چلے آتے تھے لیکن کوئی امام نہ تھا۔

(سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ سنن ابن ماجہ' کتاب الجنائز' باب ذکر وفاۃ دفنہ: ج ۲)

اس حدیث میں واضح ہے کہ صحابہ کرام فوج در فوج حاضر ہوئے یہ کہنا کہ چند صحابہ تھے کھلم کھلا جھوٹ ہے اُمت مسلمہ میں انتشار کرنے کی سازش ہے۔

سوال نمبر 2 ◀ سن 11 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں فقط 13 مسلمان شریک ہوئے؟

جواب ◀ اس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ (معاذ اللہ) صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے دشمنی تھی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدہ کے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہء مطہرہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کے دوران تیمار داری کے خصوصی فرائض انجام دیئے، حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کے بعد مجھ کو غسل حضرت اسماء دیں گی' چنانچہ وصیت کے مطابق انھوں نے غسل دیا' ان جیسے اُمور سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلکہ ان کا گھرانہ آلِ رسول کے گھرانہ کے ساتھ دکھ درد میں شریک ایک دوسرے سے بہت قریب اور باہم شیر وشکر تھے اور یہی اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ فاضلہ تمام صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کے تھے جو قرآنِ کریم احادیث مبارکہ اور صحیح تاریخ سے ثابت ہیں' اس کے برخلاف چیزیں جھوٹے راویوں کی روایتیں اور اہل باطل کے

گھڑے ہوئے قصے کہانیاں 'نرے افسانہ کے ہیں اور بالکل غیر معتبر ہیں یا پھر ماؤل ہیں۔

الغرض جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور وصیت کے مطابق غسل وکفن دلا کر جنازہ تیار ہو گیا تو حضراتِ صحابہ کرام بشمول حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی جنازہ میں شریک ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی اور کہا کہ چلیے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھایئے حضرت شیر خدا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں آگے نہیں بڑھ سکتا' آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں:

ما كنت لأتقدم وأنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدم أبوبكر وصلّى عليها (کنز العمال ج6 ص366)

یعنی میں آگے نہیں بڑھتا آپ رسول کریم ﷺ کے خلیفہ ہیں آپ ہی نماز جنازہ پڑھائیں تو حضرت ابوبکر آگے بڑھے اور جنازہ پڑھایا۔

تینوں خلفاء راشدین (صدیق اکبر' فاروقِ اعظم' عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کے علاوہ بکثرت صحابہ کرام سیدہ' طیبہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟

اس مسئلہ پر بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے انداز فکر کے لحاظ سے روشنی ڈالی ہے اور مختلف آراء اور نظریات سامنے آئے کچھ لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش لغو کی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں۔ اور آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ وہ میرے جنازے میں شریک نہ ہوں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کو ہی دفن کر دیا تھا۔ اور خلیفۃ الرسول کو اس کی خبر ہی نہ ہونے دی۔ اس بات سے ان لوگوں نے حضرت علی المرتضی اور حضرت ابوبکر رضوان

اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ناراضگی اور اختلاف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جمہور علماء اہل سنت کا موقف ہے اور مستند ترین کتابوں میں یہ موجود ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جنازہ خلیفہ بلافصل انبیاء کے بعد سرکار علیہ التحیۃ و الثناء کے ظاہری و باطنی اور روحانی خلیفہ و جانشین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے اور اُسی پر اکثر اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے۔

حوالہ نمبر ۱

عن حماد عن ابراھیم النخعی قال صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله و سلم فکبر اربعا۔

ترجمہ:- حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

(طبقات ابن سعد جلد ثامن صفحہ ۱۹ تذکرہ فاطمہ مطبوعہ لندن یورپ)

حوالہ نمبر ۲

عن مجاھد عن الشعبی قال صلی علیھا ابوبکر رضی اللہ عنه و عنھا

ترجمہ:- حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ فاطمہ پر ابوبکر الصدیق نے نماز جنازہ پڑھایا

بحوالہ طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۱۹ تذکرہ فاطمہ طبع لندن (یورپ)

حوالہ نمبر ۳

تیسری روایت امام بیہقی سے اپنی سند کیساتھ منقول ہے لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن عثمان ابن ابی شیبة حدثنا عون بن سلام حدثنا سوار بن مصعب عن مجالد عن الشعبی ان فاطمة اماماتت دفنھا علی

لیلا واخذ بضبعی ابی بکر الصدیق فقدمه یعنی فی الصلوۃ علیها (رضوان الله علیهم اجمعین)

ترجمہ:- یعنی جب حضرت فاطمہ فوت ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ان کو رات میں ہی دفن کر دیا اور جنازے کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر جنازہ پڑھانے کیلئے مقدم کر دیا۔

(بحوالہ السنن الکبریٰ للبیہقی مع الجواہر النقی جلد ۴ صفحہ ۲۹ کتاب الجنائز)

حوالہ نمبر ۴ ◄

حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت صاحب کنز العمال نے علی المتقی الہندی نے بحوالہ خطیب ذکر کی ہے:

عن جعفر ابن محمد عن ابیه قال ماتت فاطمه بنت رسول الله فجاء ابوبکر و عمر لیصلوافقال ابوبکر لعلی ابن ابی طالب تقدم قال ما کنت لاتقدم وانت خلیفة رسول الله فتقدم ابوبکر وصلی علیها۔

ترجمہ:- امام جعفر صادق امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں جنازہ پڑھنے کے لئے آئے تو حضرت ابوبکر نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے جنازہ پڑھانے کے لئے فرمایا کہ آگے تشریف لائیے تو حضرت علی المرتضیٰ نے جواب دیا کہ آپ خلیفۃ رسول ہیں آپ کی موجودگی میں "میں" آگے بڑھ کر جنازہ نہیں پڑھا سکتا پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جنازہ پڑھایا۔

(بحوالہ کنز العمال (خطی رواۃ مالک) جلد ۶ صفحہ ۳۱۸ (طبع قدیم) روایت ۵۲۹۹ باب فضائل الصحابہ فصل الصدیق مسندات علی)

حوالہ نمبر ۵ ◄

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی روایت حاضر ہے اس مسئلہ کو اس روایت نے خاصی حد تک حل کر دیا ہے:

عن مالك عن جعفر ابن محمد عن ابيه عن جده علي ابن حسين قال ماتت فاطمه بين المغرب والعشاء فحضرها ابوبكر و عمر وعثمان والزبير وعبدالرحمان ابن عوف فلما وضعت ليصلىٰ عليها قال علي تقدم يا ابابكر قال وانت شاهد يا اباالحسن؟قال نعم فوالله لا يصلي عليها غيرك فصلىٰ عليها ابوبكر (رضوان الله عليهم اجمعين) ودفنت ليلا

بحوالہ ریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ مبشرہ لمحب الطبری جلد ا صفحہ ۱۵۶ باب وفات فاطمہ

ترجمہ:۔ حضرت جعفر صادق اپنے والد حضرت محمد باقر سے اور وہ اپنے والد حضرت امام زین العابدین (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب و عشاء کے درمیان حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی ان کی وفات پر حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت زبیر و حضرت عبدالرحمان بن عوف (رضی اللہ عنہم) حاضر ہوئے جب نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جنازہ سامنے رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ جنازہ پڑھانے کیلئے آگے تشریف لایئے اللہ کی قسم آپکے بغیر کوئی دوسرا شخص سیدہ فاطمہ کا جنازہ نہیں پڑھائے گا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو دفن کی گئیں۔

حوالہ نمبر ۶ ◄

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب مطاعن میں طعن نمبر ۱۴ کے آخر میں فصل الخطاب سے نقل کرتے ہوئے ریاض النضرۃ کی روایت کے قریب

قریب روایت ذکر کی ہے وہ بھی درج ذیل ہے:

در فصل الخطاب آوردہ کہ ابوبکر صدیق وعثمان وعبدالرحمان ابن عوف وزبیر بن عوام وقت نماز عشاء حاضر شدند ورحلت حضرت فاطمہ درمیان مغرب وعشاء شب سہ شنبہ سوم ماہ رمضان ۱۱ھ بعد از ششماہ از واقعہ سرور جہان بوقوع آمدہ بود وستین عمرش بست وہشت بود وابوبکر بموجب گفتہ علی المرتضی پیش امام شد ونماز بروئے گزاشتو چہار تکبیر برآورد

ترجمہ:۔ فصل الخطاب کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ ابوبکر صدیق وعثمان و عبدالرحمان بن عوف وزبیر بن عوام رضی اللہ عنہم تمام حضرات عشاء کی نماز کے وقت حاضر ہوئے اور سیدہ فاطمہ کی رحلت مغرب وعشاء کے درمیان ہوئی منگل کی رات تیسری رمضان شریف حضور ﷺ کے چھ ماہ بعد فاطمہ کا انتقال مبارک ہوا اسوقت فاطمہ کی عمر ۲۸ سال تھی علی المرتضی کے فرمان کے مطابق ابوبکر الصدیق نماز جنازہ کے لیئے امام بنے اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی

بحوالہ اثناعشریہ مطاعن صدیقی طعن نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۲۲۵ (طبع نول کشور لکھنو)

حوالہ نمبر ۷ ◄

حافظ ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں اپنی مکمل سند کیساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جنازہ کی روایت کی ہے:

عن میمون بن مھران عن ابن عباس النبی اتی بجنازۃ فصلی علیھا اربعا وقال کبرت الملائکۃ علی ادم اربع تکبیرات و کبر ابوبکر علی فاطمہ اربعا و کبر عمر علی ابی بکر اربعا و کبر صھیب علی عمر اربعا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک

جنازہ لایا گیا آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا کہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر چار تکبیریں کہیں تھیں اور ابن عباس مزید فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے موقع پر چار تکبیریں کہیں اور حضرت عمر نے حضرت ابوبکر اور حضرت صہیب نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہم) پر چار تکبیریں کہیں تھیں

(بحوالہ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۹۶ تذکرہ میمون بن مہران)

حوالہ نمبر ۸

کتاب بزل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ (عربی) مؤلفہ علامہ مخدوم ہاشم سندھی کے اردو ترجمہ موسومہ سیدہ سید الانبیاء مترجم (مفتی علیم الدین) کے صفحہ ۶۰۶ پر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے وصال کے ضمن میں حاشیہ میں موجود ہے کہ ان کا جنازہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا

(بحوالہ سیرت سید الانبیاء اردو ترجمہ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ عربی صفحہ نمبر ۶۰۶ کا حاشیہ نمبر ۱)

حولہ نمبر ۹

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ از عماد الدین ابن کثیر دمشقی اُردو ترجمہ حصہ ششم صفحہ ۴۴۳ پر ایک روایت مذکور ہے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی روایات موجود ہیں۔

(بحوالہ تاریخ ابن کثیر اردو ترجمہ البدیہ والنہایہ از ابن کثیر حصہ ششم صفحہ ۴۴۳)

حوالہ نمبر ۱۰

مدارج النبوت اردو ترجمہ از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (مترجم الحاج مفتی غلام معین الدین) کے صفحہ ۴۴۵ پر موجود ہے کہ روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جنازہ

پڑھائی اور حضرت عثمان بن عفان و عبدالرحمان ابن عوف اور زبیر بن العوام (رضی اللہ عنہم) بھی آئے۔

(حوالہ مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم صفحہ ۵۴۴ مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

نتیجہ

فقیر نے تلک عشرۃ کاملہ کے پیش نظر ان دس کتابوں کے حوالہ جات پیش کئے ہیں ان دلائل کے بعد یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ حضرت سیدہ خاتونِ جنت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جنازہ خلیفہ وقت خلیفۃ المسلمین خلیفۃ الرسول جانشین سرور عالم ﷺ امام المسلمین والمومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود پڑھائی اور خود سیدنا حیدر کرار شیر خدا حضرت مولا علی مشکل کشاء رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا اور خود انکی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ اس نماز جنازہ سے فقہ کے اس مسئلہ کی طرف بھی راہنمائی ملتی ہے کہ امامت کا سب سے زیادہ حقدار حاکم وقت ہے اگر وہ حاضر نہ ہو تو قاضی اور وہ بھی حاضر نہ ہو تو محلے کا امام امامت کرانے کا زیادہ حقدار ہے یہاں جن روایات میں حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا گیا ہے اس کی تطبیق یہ ہے کہ کہ حاکم وقت کی موجودگی میں باقی افراد امامت کے اھل نہیں اور اسوقت کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود تھے اس لئے صدیق اکبر والی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

اور رہا یہ مسئلہ کہ حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض تھیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی خلافت کے حق میں نہیں تھے یا آپ مجبور تھے یہ ساری باتیں ان روایات سے باطل ہو جاتی ہیں کہ نماز جنازہ کے سلسلے میں تو آپ مجبور نہیں تھے بلکہ حضرت ابو بر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دی اسوقت انکو اختیار تھا کہ آپ چاہتے تو خود امامت کرا سکتے تھے لیکن انھوں نے حضرت صدیق اکبر کو اپنے اوپر ترجیح دی اور یہ

کہ انکی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھ کران تمام خدشات اور نظریات اور اقوال کو باطل کر دیا کہ آپ انکو خلیفہ برحق نہیں مانتے تھے آپ مجبوراً ان کی خلافت کو مانتے تھے یا حضرت فاطمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے معاذ اللہ ناراض تھیں اور انھوں نے حضرت علی کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو اطلاع نہ کرنے کا کہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو رات کو دفن کر دیا یہ ساری باتیں لوگوں کی خرافات اور یہ باتیں ان لوگوں کے درمیان اختلافات کو ظاہر کر کے اپنے گھٹیا مقاصد حاصل کرنے اور لوگوں کے جذبات بھڑکا کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان روایات کی روشنی میں خلفائے راشدین اور اھلبیت اطہار سے محبت کرنے اور اپنا عقیدہ اہلسنت جماعت کے مروجہ قواعد وضوابط اور نظریات کے مطابق رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین ثم آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کیا حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں 35 مسلمان تھے؟

یہ بات جہالت پر مبنی ہے اس جعلی بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہے۔

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

کہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا جس کی وجہ سے آپ چالیس دن برابر اس زہر کے اثر سے بیمار رہے اور بالآخر 49 ہجری کو آپ جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ امیر مدینہ سعید بن العاص الاموی نے پڑھایا۔ امام ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کی دادی محترمہ حضرت سیدہ بی بی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے پاس جنت البقیع مدینہ منورہ میں دفن کر دیا گیا۔

جنازہ میں خلق خدا کی کثرت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ ثعلبہ بن ابی مالک کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ اگر کوئی سوئی بھی پھینکی جاتی تو وہ زمین کے بجائے کسی انسان کے سر پر گرتی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے باقی ساتھی جو میدانِ کربلا میں شہید ہوئے' سب کو وہاں قریبی گاؤں کے لوگوں نے دفن کیا۔ کسی ایک فرد کا نام نہیں ملتا کہ فلاں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مؤرخین لکھتے ہیں:

فقتل من اصحاب الحسین علیہ السلام اثنان وسبعون رجلا ودفن الحسین واصحابہ اھل الغاضریة من بنی اسد بعد ما قتلوا بیوم

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بہتر (72) افراد شہید ہوئے۔ ان کے شہید ہونے کے ایک دن بعد اور مقام غاضریہ میں جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انہوں نے مل کر ان لوگوں کو دفن کیا۔

جریر طبری' تاریخ الامم والملوک' 3۔335 ' دار الکتب العلمیة' بیروت۔ ابن کثیر' البدایة والنہایة' 8۔189 ' مکتبة المعارف' بیروت

☆......۱۳ صفر المظفر ......۱۳ نومبر بروز اتوار

حضرت سید محمد حسن شاہ کے پاس بھیجے گئے سولات کے جوابات لکھ کر سو گیا۔ ۲:۳۰ بجے آنکھ کھلی غسل کر کے چند سولات کے جوابات لکھے۔ ہمارے محلہ نور شاہ بخاری بہاولپور کے مرحوم ماسٹر ریاض احمد صاحب کے بیٹے خان محمد ملنے آئے ان سے خیر و عافیت دریافت کر کے نماز ظہر پڑھی حرم شریف حاضر ہوا نماز عصر کی سعادت

ریاض الجنہ شریف میں نصیب ہوئی آج کے وظائف قدمین شریفین میں جا کر پڑھے حضرت کرنل محمد سرفراز صاحب سیفی محمدی (راولپنڈی) سے ملاقات ہوئی جبکہ حرم شریف باب بلال کے اندر افطاری نور محمد خان کے صفرہ پر کی نماز مغرب کے بعد چائے والی جگہ باب مکہ کے باہر آ گئے قاری محمد سعید' سیف الحق' حافظ غلام سرور' رفاقت علی ملے لنگر کھایا چائے پی کر کمرہ میں آ گیا۔

چہلم کی تقریب

حضرت علامہ الشاہ سید تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا آج نیو میمن مسجد مصلح الدین گارڈن باب المدینہ کراچی میں چہلم شریف کی تقریب تھی احباب بتا رہے تھے کہ تقریب بہت زبردست رہی بہت بڑا اجتماع تھا۔ مدینہ منورہ میں ان کے داماد حضرت سید محمد زمان شاہ جعفری قادری ایک طویل عرصہ سے مقیم ہیں ان کے گھر چہلم کی تقریب کا احباب نے بتایا ہم سید محمد حسن شاہ' قاری محمد سعید اور فقیر حاضر ہوئے صوفی محمد اقبال قادری حضرت زمان شاہ نے فقیر کو دیکھا بہت خوش ہوئے ڈاکٹر محمد عاشق محمد انور عبدالمجید بھائی و دیگر کافی سارے احباب ملے قرآن خوانی میں فقیر نے ۱۲/واں پارہ تلاوت کیا قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی سعادت ڈاکٹر محمد عاشق کے حصہ میں آئی ان کے ساتھ سارے مجمع نے ہجوم ہجوم کر پڑھا صوفی محمد اقبال صاحب نے ''حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری ہم عصر علماء کی نظر میں'' ایک مقالہ پڑھا جسے سب نے پسند کیا فقیر کو بیان کے لیے کہا گیا تو فقیر نے حضرت شاہ قبلہ سے آخری ملاقات کا ذکر کیا اور کہا مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے ان کی عالمی خدمات سے اک زمانہ فیض پا رہا ہے پاکستان و بیرون ملک دینی مدارس کی سرپرستی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں فقیر نے مختصر باتیں عرض کیں صلوٰۃ و سلام کے بعد فقیر کو دُعا کے لیے کہا گیا تو فقیر نے حضرت سید محمد حسن شاہ المدنی مبلغ اسلام سے دُعا کرانے کا عرض کیا دعا کے بعد نبوی لنگر کے

لیے صفرے بچھائے گئے ماشاء اللہ مدینہ منورہ کا لذیز ترین لنگر کیا ہی بات ہے سب نے خوب سیر ہو کر کھایا ہم نے صاحب خانہ سے اجازت چاہی حضرت ڈاکٹر محمد عاشق صاحب کوان کے گھر پہنچا کر ہم بھکاریوں نے امیر طیبہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی وہاں بھی خوب دعائیں کی فقیر حرم نبوی شریف حاضر ہوا نماز عشا کے فرض محراب عثمانی کے سامنے پڑھے جبکہ سنن و نوافل اور وتر ریاض الجنہ (جنت کی کیاری) میں ادا کرنے کی سعادت ملی مواجہ اقدس پر خوب سلام عرض کرنے کا موقعہ ملا ۲-۴۵ پر محمد کاشف سحری لائے ساڑھے تین بجے کمرہ آیا نماز فجر تک پڑھنے لکھنے کا کام جاری رکھا نماز فجر پڑھ کے سو گیا۔

☆......۱۴ / صفر المظفر ......۱۴ / نومبر پیر شریف کا دن مدینہ طیبہ کی پر نور فضاؤں میں

۱-۳۰ بجے نیند سے بیدار ہوا غسل کیا کپڑے بدلے نماز ظہر کمرے میں ادا کی ۴ بجے حرم شریف حاضر ہوا نماز عصر قدیم حرم ترکی حصہ میں ادا کر کے آج کے وظائف قدمین شریف میں پڑھے افطاری باب بلال کے اندر نماز مغرب کے سیف الحق، محمد علی، و دیگر احباب لنگر لائے ڈھیر سارا لنگر تھا احباب واقف و ناواقف سب نے ملکر کھایا عشاء کے بعد قاری محمد سعید صاحب نے مہربانی فرمائی گاڑی لائے حضور سید الشہداء کی بارگاہ میں سلام عرض کیا احباب کے لیے دعائیں کی۔

فندق (ہوٹل) آ گیا حضور فیض ملت کے سفر حجاز ۱۹۸۸ء پر کام کر رہا تھا کہ سیف الحق حبیب احمد اویسی کا فون کہ ہم آرہے ہیں چلو حضرت سید الشہداء کی بارگاہ میں چلیں فقیر نے تازہ وضو کیا احباب نیچے گاڑی لیکر آئے ہوئے ہیں ہم شارع شہداء (جدید) پر مطعم سے محمد کاشف بھائی کو ملے تو وہاں ینبع سٹی کے تین خوش عقیدہ با اخلاق ملنسار نوجوان محمد فرحان، محمد عمران ملے بہت ہی محبت سے پیش آئے شاید انہیں پہلے

فقیر کا تعارف تھا ان کی خواہش ہے کہ فقیر ان کی گاڑی میں بیٹھ کر سید الشہداء چلیں چنانچہ فقیر ان کے ہمراہ چل پڑا دیگر احباب دوسری گاڑی میں ہیں امیر طیبہ اسد اللہ و اسد الرسول کی بارگاہ میں قدموں کی طرف سے حاضری ہوئی خاص کرم ہوا اک عجب کیف وسرور تھا جو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا بعض احباب کے نام یاد تھے ان کی حاضری کی التجائیں عرضیاں درخواستیں پیش کر کے ۲ بجے شب حرم شریف پہنچے تو احباب سحری کے لنگر کا انتظار کر رہے تھے محمد کاشف بھائی اور عبدالمجید بھائی نے لنگر تقسیم کیا جبکہ محمد صادق قادری (باب المدینہ کراچی) کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ وہ گذشتہ رات پاکستان چلے گئے ہیں۔ مواجہہ اقدس جا کر سلام کے عاجزانہ غلامانہ پیش کرنے کی سعادت ملی واللہ باللہ سچ ہے:

اتنا دیتے ہیں ہیں بھر دیتے جھولیاں
ان کی اعلیٰ سخاوت پہ لاکھوں سلام

قدمین شریفین میں نوافل تہجد اور درود پاک کی سعادت کے بعد کمرہ میں آگیا

☆......۱۵ر صفر المظفر ......۱۵ نومبر منگل

باکمال خواتین

نمازِ فجر کے بعد دورانِ مطالعہ ایک مضمون پسند آیا جو قارئین کرام کے نذر ہے:

حضرت سیدہ بی بی ام الفضل لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت بھی تھی اور ان کا بے حد احترام بھی کرتے تھے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے لیے بمنزلہ باپ تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے عباس عمی وصنو ابی کہ عباس میرے چچا ہیں اور میرے لیے باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اپنا بھی بلند مقام تھا۔ قبیلہ قریش میں اہم مناصب اور

ذمہ داریوں کی جو تقسیم تھی اس کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ چشمہ زم زم کے ناظم و نگران تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل بلاشبہ ذاتی تھے لیکن اس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ انہیں ان کی اہلیہ لبابہ بنت حارث (المعروف ام الفضل) کا شوہر ہونے کی وجہ سے بھی بڑا مقام حاصل ہوا تھا۔ انسان کے مقام و مرتبہ کو گھٹانے اور بڑھانے میں خاتون خانہ کا کردار ہوتا ہے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان جیسی عورتیں شاذ و نادر ہی جنم لیا کرتی ہیں۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کی ایک اور بہن حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا شیر خدا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جبکہ ان کی ماں شریک بہن سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی نامور زوجہ تھیں۔ یہ چاروں بہنیں نہ صرف درجہ صحابیت پر فائز ہوئیں بلکہ امت کے اعلیٰ ترین افراد کے گھروں میں ملکہ بن کر آئیں۔ لوگ ان کے والدین پر رشک کیا کرتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ شروع سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانوس بھی تھے اور دل سے اسلام کے قدردان بھی لیکن قبول اسلام کا اعلان فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل ہی کر سکے۔ جنگ بدر میں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کافروں کے اصرار پر لشکر قریش میں شامل ہوئے اور جنگ کے بعد جنگی قیدی بنا لیے گئے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بالکل ابتدائی ایام میں مسلمان ہو گئیں۔ اگرچہ ان کے شوہر نامدار نیا سلام قبول کرنے میں کافی تاخیر کی لیکن چونکہ وہ اسلام کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے اس لیے ام الفضل رضی اللہ عنہا کو اپنے قبول اسلام کی وجہ سے گھر میں کبھی کوئی مشکل اور دقت پیش نہ آئی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا تو حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اصرار کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کا فیصلہ کر لیا۔ وہ جانتی تھیں کہ فتح سے قبل ہی ہجرت کا مقام اور درجہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اپنے چچا کے گھر اکثر تشریف

لے جاتے تھے اور دوپہر کو قیلولہ بھی وہیں کرتے اور کھانا بھی آل عباس کے ساتھ تناول فرماتے۔ ایسے مواقع پر حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوا کرتی تھیں۔ مکے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی بڑی دوستی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے ہی وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئی تھیں۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس چچی سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی کنیت ان کے بیٹے فضل بن عباس کی نسبت سے ہے۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اور اکثر وبیشتر انہیں اپنے گھر رکھا کرتی تھیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اکثر تشریف لے جاتے تھیں۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بڑی جرات مند خاتون تھیں۔ مکے میں ہونے اور ابتدائی ایام میں ہجرت سے محروم رہنے کی وجہ سے وہ اگرچہ جنگوں میں شریک نہ ہوسکیں مگر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے بھی انہوں نے جرات کے کارنامے سرانجام دیے۔ جنگ بدر میں ان کے خاوند کافروں کی طرف سے شریک تھے اور وہ گرفتار بھی ہو گئے لیکن انہوں نے مکے میں فتح کی خوشخبری سنی تو بہت مسرور ہوئیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت ایک کمزور مسلمان ابورافع مکے میں مقیم تھے۔ وہ نیزے سیدھے کرنے کا کام کرتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے وہ اس حرفت میں بڑے ممد تھے۔ جنگ بدر کے حالات: بنو ہاشم کیفرد ابوسفیان بن حارث کی زبانی اہل مکہ کے سامنے پہنچے تو ان کا لب لباب یہ تھا کہ مسلمانوں نے ہمیں گاجر مولی کی طرح کاٹا اور بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ لیا۔ ہمارے مدمقابل جو لوگ لڑ رہے تھے ان کیساتھ ہم نے عجیب قسم کی مخلوق دیکھی۔ یہ سرخ وسفید رنگ کے نوجوان ابلق گھوڑوں پر سوار زمین وآسمان کے درمیان معلق نظر آرہے تھے۔

ابولہب اپنے بھتیجے کی زبانی یہ رپورٹ سن کر پریشان ہو گیا۔ ابھی اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا کہ چاہ زم زم کے قریب ایک حجرے میں بیٹھے ابو رافع پردہ سرکا کر بولے خدا کی قسم یہ عجیب مخلوق اللہ کے فرشتے تھے۔ ابولہب نے ان کی زبانی یہ بات سنی تو بپھر گیا۔ ان پر جھپٹا اور انہیں گرا کر ان کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھا تو دوڑ کر آئیں اور ابولہب کے سر پر ایک چوب دے ماری اور اسے سخت الفاظ میں ڈانٹتے ہوئے کہا اس مسکین پر کیوں ظلم ڈھاتے ہو اس کا کیا قصور ہے۔

ابولہب کا حوصلہ تو پہلے ہی پست ہو چکا تھا اور فطری طور پر تھا بھی بزدل آدمی۔ اس ضرب کاری نے رہی سہی کسر بھی نکال دی۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصے بعد ابولہب ذلت و رسوائی کے ساتھ موت کی وادی میں اتر گیا۔ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے اندر جرأت بھی تھی اور غیرت ایمانی بھی۔ خاندانی عصبیت کے بت پاش پاش کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن انہوں نے یہ کارنامہ کر دکھایا۔

نبی اکرم ﷺ کے سفر حجۃ الوداع اور جملہ مناسک کی تفصیلات حدیث میں ملتی ہیں۔ اس میں ایک بہت دلچسپ واقعہ یہ بھی ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ عرفہ کے دن کا روزہ بلاشبہ بڑی فضیلت رکھتا ہے لیکن فی الحقیقت نبی اکرم ﷺ نے اس دن روزہ نہیں رکھا تھا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ حج شدید گرم موسم میں بھی آتا ہے اور ایسے موسم میں عرفہ کا دن خاصا سخت اور لمبا ہوتا ہے۔ اگر یہ مشہور ہو جاتا کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے تو بعد میں بھی اکثر لوگ اس کا اہتمام کرتے اور انہیں خاصی زائد مشقت اٹھانا پڑتی۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اسی حکمت کے تحت اس روز نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا

جسے آپ نے لوگوں کے سامنے نوش فرمایا۔ یوں لوگوں کا شک دور ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے چھے بیٹے اور ایک بیٹی ام الفضل رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی اور اللہ کی رحمت سے یہ بھی شہرت و بلندی کے آسمان پر ستارے بن کر چمکے۔ حضرت ام الفضل کے بیٹے اکثر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کے دوران آپ کی سواری کے پیچھے بیٹھے دیکھے گئے۔ حجۃ الوداع میں فضل بن عباس آپ کے پیچھے سوار تھے۔ ان میں سب سے زیادہ معروف تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں لیکن باقی یعنی عبیداللہ، عبدالرحمٰن، قثم اور معبد بھی شہرت کی بلندیوں پر فائز تھے۔ بیٹی اُم حبیبہ بھی صحابیہ ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا مدینہ میں مقیم ہو گئی تھیں۔ اگر چہ مکہ مکرمہ میں بھی ان کا گھر موجود تھا مگر ان کا دل مدینہ طیبہ ہی میں لگتا تھا۔ مدینہ منورہ ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ وہ مدینہ طیبہ سے دور رہنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ان کی وفات کے وقت زندہ تھے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں وہ آسودہ خاک ہوئیں۔

یہ مفید مضمون اپنے سفرنامہ میں شامل کر کے سو گیا ۳۰۔ ا بجے بیدار ہو کر غسل کیا نماز ظہر ادا کی بہاولپور سے مفتی محمد قربان اویسی سے رابطہ ہو مدرسہ و احباب کی خیریت معلوم کی۔ حرم شریف روانہ ہو گیا نماز عصر مسجد نبوی شریف (قدیم حصہ تمر) میں جا کر ادا کی آج کے سارے وظائف قدمین شریف میں پڑھنے کی سعادت ملی افطاری باب مجیدی اور باب عثمان کے درمیان لائبریری کے قریب کی حضرت سید محمد حسن شاہ المدنی سندھ کے علمی و روحانی پیشواء حضرت علامہ صاحبزادہ محمد کرم اللہ الٰہی دلبر سائیں (ماتلی شریف) ملے بعد نماز مغرب محبتوں سے لبریز گفتگو جاری رہی ہم کمرے میں آ گئے کھانا کھایا پھر حضور سید الشہداء کی بارگاہ میں حاضر ہوئی حضرت

مولانا سید منظور احمد شاہ (خانقاہ شریف بہاولپور) حضرت سید محمد حسن شاہ المدنی حافظ سعید احمد ہمراہ ہیں۔

الحمدللہ مدینہ منورہ کی حاضریوں میں امیر طیبہ اسد اللہ واسد الرسول سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بارہا مرتبہ حاضری ہو جاتی یہ کریموں کا کرم ہے ورنہ مجھ نکمے کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔

جنتی اور دوزخی پہاڑ

حاضری کے وقت حضرت سید محمد منظور شاہ صاحب سے جبل اُحد اور جبل عیر کے متعلق بات ہوئی تو فقیر بتایا جہاں ہم حاضر ہیں یہ سامنے جبل اُحد ہے یہ قدیم مدینہ منورہ سے تقریباً ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر ہے جبل احد کے دامن میں وہ دیکھیں ایک چھوٹا سا میدان ہے جہاں یہ جنگ اُحد لڑی گئی۔ اسی لئے اسکو غزوۂ اُحد کہتے ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ اس کو احد کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اصل میں یہ لفظ تھا اَحَدْ، اَحَدْ کے معنی ہیں اکیلا یہ مدینہ پاک کے قریب ایک ایسا پہاڑ ہے جو سب سے اکیلا ہے اس لئے پہلے اس کو اَحَدْ کہا گیا پھر اس کا نام اُحُدْ مشہور ہو گیا جبل احد کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے فرمایا:

اُحُدٌ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّةِ

دوسری حدیث میں ہے۔

اُحُدٌ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

اور جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے گویا یہ جنتی پہاڑ ہے۔

جبل عیر

مدینہ طیبہ میں جبل اُحد سے کچھ فاصلے پر ایک اور پہاڑ بھی ہے جس جبل عیر

کہا جاتا ہے جبل احد سے مکہ مکرمہ کی طرف جو سڑک آتی ہے اس پر آئیں تو کچھ آگے جا کر ایک جانب جبل عیر ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"یہ پہاڑ دوزخ کے پہاڑوں میں سے ہے"

ان دونوں پہاڑوں کو دیکھنے سے بھی فرق واضح ہو جاتا دیکھیں اُحد پہاڑ پر ایک رنگ و نور ہے حالانکہ رات کا وقت ہے مزے کی بات یہ کہ حکومت نے اب سرچ لائٹیں لگا دی ہیں دن رات دیکھنے میں بھی بڑا خوبصورت اور پیارا لگتا ہے اور وہاں جبل عیر کو دیکھیں تو اس سے وحشت سے ہوتی ہے اور وہ بدشکل پہاڑ ہے۔ دیکھنے میں بھی اچھا نہیں لگتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبل عیر کے بارے میں فرمایا کہ یہ دوزخ کا پہاڑ ہے' ہیں دونوں پہاڑ' ہیں دونوں مدینہ منورہ کے قریب' مگر جبل اُحد کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ

اُحد پہاڑ میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور میں اسکے ساتھ محبت کرتا ہوں۔

اور جبل عیر کے متعلق فرمایا:

ھُوَ یَبْغِضُنِیوہ

میرے ساتھ بغض رکھتا ہے اور وہ دوزخی پہاڑ ہے

میں نے عرض کیا شاہ جی اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ جس طرح انسانوں کے اندر کچھ انسان حضور ﷺ کے عاشق ہوتے ہیں اسی طرح پتھروں کے اندر بھی کچھ پتھر محبوب خدا ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح انسان کہلانے والوں میں کچھ لوگ حضور ﷺ کے دشمن ہوتے ہیں اسی طرح جمادات میں سے بھی کچھ پتھر حضور ﷺ کے دشمن ہوتے ہیں۔ پتہ چلا کہ یہ اللہ کا کرم

ہے کہ جس بندے بشر کو اور جس شجر و حجر کو چاہے اُسے اپنے محبوب ﷺ کا عاشق بنا دیتا ہے یہ اس کی بے نیازی ہے کہ بعض انسانوں اور بعض پتھروں میں بھی حضور ﷺ کی محبت نہیں ہوتی دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی محبت عطا فرمائے...... آپ کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے......آپ کے بغض سے بچائے...... گستاخی سے بچائے اور گستاخوں سے محفوظ فرمائے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں عاشق بھی ہیں اور گستاخ بھی رہتے ہیں، بتانے کی ضرورت نہیں، عاشق و گستاخ کا طرزِ عمل خود ہی بتا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کا سچا عاشق اور دیوانہ بنا دے ......امین، ثم آمین۔

فقیر حرم شریف حاضر ہوا ریاض الجنہ شریف کی جگہ مل گئی نمازِ عشاء ادا کی اور سلام کے لیے مواجہہ اقدس حاضر ہوا فوٹو بازوں جو حشر کیا ہوا ہے اللہ کی پناہ مطوعوں کو صرف سر نیاز جھکا کر سلام عرض کرنے اور مواجہہ اقدس کی طرف منہ کر کے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے والے ہی مجرم نظر آتے ہیں باقی سب خیر ہے۔ حالانکہ حکم ہے۔

یہاں سانس بھی لے آہستہ یہ دربار نبی ہے (ﷺ)

مواجہہ اقدس کے سامنے فوٹو بازی کرنے والو! کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا عمل بیکار ہو جائے

مواجہہ اقدس جہاں انبیاء کرام بھی سر نیاز جھکا کے آتے ہیں جہاں حاضری کے آداب احکم الحاکمین نے قرآن میں بیان فرمائے ہیں سنہری جالیوں کے اوپر آیات لکھی ہوئی ہیں۔ مگر پتہ نہیں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہاں فوٹو بازی کر کے اپنا سارا کچھ برباد کر رہے ہیں۔

مفسرین کرام و محدثین عظام و آئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متعدد

متفق ہیں کہ حضور ﷺ کا ادب و احترام جس طرح حیاتِ ظاہری میں فرض تھا اسی طرح بعد وصال بھی فرض ہے۔ حضور ﷺ کے روضۂ پاک پر حاضری میں تصور ضروری ہے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ہوں اور حضور ﷺ میرے سامنے ہیں مجھے دیکھ رہے ہیں خلاف ادب ہرگز ہرگز کوئی حرکت سرزد نہ ہو کیونکہ "هو حی سمیع بصیر فی قبره" کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں سب کچھ سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔

سیدنا سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کے بعد پوچھا:

هو لا الذین یاتونك فیسلمون علیك اتفقه سلامهم قالنعم وارد علیهم۔ (خلاصۃ الوفاء ووفا الوفاء)

یہ لوگ آپ کی خدمت میں بعد وصال حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات شاہد ہیں کہ جنہیں حضور سرورِ عالم ﷺ نے سلام کے جواب سے نوازا اور عالم بیداری میں کرم فرمایا۔

امام مالک کا خلیفہ وقت کو انتباہ

جب خلیفہ منصور عباسی نے وسیلہ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق وہم ظاہر کیا:

یا ابا عبداللہ استقبل القبلة و دعوام استقبل رسول اللهصلی الله علیه و آله وسلم۔

اے ابو عبداللہ (امام مالک) قبلہ رخ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی جانب منہ کر کے دعا مانگوں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے اسے جھڑک کر فرمایا:

ولم تصرف وجهك عنه وهو وسیلتك ووسیلة آدم علی نبینا و

علیہ السلام الی اللہ تعالیٰ الی یوم القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعك اللہ قال تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم۔

(وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء)

تو ان سے منہ کب موڑ سکتا ہے جبکہ آپ تیرا اور تیرے بابا آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں تا قیامت بلکہ آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور آپ سے شفاعت طلب کر آپ تیری شفاعت فرمائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ولو انھم اذ ظلموا ...... الخ"

اب فوٹو بازی کرنے ذرہ سوچیں وہ ان آداب کے مطابق حاضری دے رہے خدارا حج وعمرہ اور روضہ اقدس کی زیارت کے وقت فوٹو بازی سے بچیں یہ ایمان لیواء مرض ہے۔ یہ پیغام عام کریں نیکی کا یہ کام کریں۔

عمرہ شریف کے لیے روانگی

☆......۱۶ر صفر المظفر ......۱۶ر نومبر بدھ ۳۰ : ا بجے بیدار ہوا غسل کیا نماز ظہر ادا کی آج عمرہ شریف کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ جانا ہے احرام باندھا تقریباً ۲ بجے محترم محمد کلیمین' محمد مظفر نے ہمیں شرکہ کی بس میں سوار کیا فقیر کے ہمراہ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے فاضل مولانا لیاقت علی نیازی المدنی (کشمیری) ہیں۔

بس ۳۰ : ۳ بجے روانہ ہو کر میقات ذوالحلیفہ (بیئر علی) کے لیے روانہ ہوئی تو ایک خود ساختہ ان پڑھ معلم کھڑا ہوا اور تقریر شروع کر دی جب میقات پہنچے تو کہا کہ عصر کا وقت شروع ہو چکا ہے فلہذا نوافل نہ پڑھیں صرف نماز عصر ادا کر لیں فقیر نے کہا: اولاً تو احناف کے نزدیک آج مدینہ منورہ میں نماز عصر کا وقت ۴ بجکر ۱۸ منٹ ۲۷ سیکنڈ پر شروع ہو گیا (فقیر کے پاس دعوت اسلامی کا شائع شدہ نظام الاوقات حرمین طیبین موجود ہے) آپ نے کیسے فتویٰ دے دیا کہ نوافل نہ پڑھیں فقیر نے کہا کہ

مسائل کا پتہ نہ ہو تو ڈھکوسلہ بیان کرنا ٹھیک نہیں۔

زندہ کے لیے عمرہ کرنا؟

میقات سے روانہ ہوئے تو پھر مائیک لے کر من گھڑت مسائل عمرہ شروع کر دیئے بس میں کسی نے پوچھا کہ زندہ کی طرف عمرہ جائز ہے؟ کہا نہیں ہرگز نہیں۔ فقیر نے پھر اس کو بلا کر کہا کہ میاں کہاں لکھا ہے کہ زندہ کی طرف سے عمرہ جائز نہیں۔ اُس نے کہا: حرمین کے موجودہ مفتیوں نے کہا ہے۔ فقیر نے کہا: یہ فقہی مسئلہ ہے ہمارے فقہاء نے تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کہ زندہ شخص کی طرف سے بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے۔ (ردالمحتار (فتاوی شامی) کتاب الحج باب الحج عن الغیر ج۲)

دوسرے کی طرف سے عمرہ کرنے کی صورت میں احرام باندھتے وقت اسی کی طرف سے احرام باندھنے کی نیت کرے اور تلبیہ بھی اسی کی طرف سے پڑھے۔ مگر وہ نہ مانا فقیر نے کہا تو مان نہ مان مسئلہ یہی ہے۔

عورت حالت احرام میں مکہ مکرمہ گئی؟

پھر اس نے تقریر شروع کی تو کسی نے پوچھا کہ عورت حالت احرام میں مکہ مکرمہ گئی اس طواف (سات چکر) ختم کیا تھا کہ ماہواری شروع ہوگئی اب کیا کرے؟ موصوف بولے کہ اب وہ واپس چلی جائے جب تک وہ پاک نہیں ہوتی سعی (صفاء مروہ کے چکر) نہ کرے فقیر کو حیرت ہوئی ایسے جاہل شخص کو کس نے مسائل حج و عمرہ بتانے کا منصب سونپا ہے فقیر نے ٹوکا تو کہا میں مسلسل آٹھ سال سے آرہا ہوں کئی عمرے کئے ہیں حج بھی بتا رہا تھا کہ دو تین کر چکا ہوں فی سبیل اللہ حاجیوں کی رہنمائی کرتا ہوں جبکہ یہ رہنمائی نہیں بلکہ گمراہی ہے حجاج و معتمرین کو غلط مسائل بتانا بہت بڑا گناہ ہے کئی بے چارے اس جاہل سے مسائل سن کر اپنے حج و عمرے خراب کر رہے

ہونگے۔

جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ حیض کی حالت میں صرف طواف جائز نہیں' باقی تمام افعال جائز ہیں۔

لہٰذا ماہواری کی حالت میں احرام باندھنا' وقوفِ عرفہ' وقوفِ مزدلفہ' میدانِ منیٰ میں رمی جمار' صفا' مروہ کی سعی وغیرہ تمام اُمور انجام دینا بلا کراہت جائز ہے لیکن طواف کرنا جائز نہیں۔

فقیر نے بہتیرا سمجھایا مگر وہ اپنی ضد پر ڈٹا رہا (آپ سمجھ تو گئے ہونگے) ضد لاعلاج مرض ہے بہرحال جو میرا کام تھا وہ میں نے پورا کیا؟؟ چونکہ حالت احرام میں ہیں' مزید اس سے الجھنا بہتر نہ تھا آثار بتاتے تھے کہ پند سودمند ثابت نہ ہوگی۔

راہِ مکہ مکرمہ میں آج کے وظائف مکمل کیے اتنے میں افطاری کا وقت ہوگیا تو زم زم شریف اور کھجوروں سے افطاری کرلی تھوڑی دیر بعد (سواق) ڈرائیور نے بس روکی ہم نے نماز مغرب ادا کی ہوٹل پر مسافروں نے چائے' پانی' روٹی وغیرہ کھائی' پھر بس چل پڑی رات دس بجے (تقریباً) مکہ مکرمہ پہنچے عزیزم محمد آصف خان پٹانی جو ہرة الفردوس شارع ہجرہ پر منتظر ہیں کمرہ 1704 کی چابی دی ہم نے سامان رکھا حافظ غلام مرتضٰی اویسی کو فون کیا وہ بہت سارا لنگر لیکر آئے ہم نے صفرہ بچھا کر کھانا کھایا حال واحوال سنتے سناتے رات کا ایک بج گیا تو ہم نے تازہ وضو کیا' حرم مکہ پہنچے نوافل تحیۃ المسجد اور شکرانہ ادا کر کے نماز عشاء ادا کی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد طواف شروع کیا رش کم ہونے کی وجہ ادھے گھنٹے میں طواف مکمل ہوا مقام ابراہیم پر دوگانہ پڑھ کر سعی کے لیے (صفاء ومروا) بیسمنٹ میں چلے گئے یہاں تقریباً ایک گھنٹے میں فراغت ہوئی۔ باب عبدالعزیز کے باہر آکر حلق کرایا اور اپنے ہوٹل چلے گئے نماز فجر پڑھ کر سو گئے۔

عمرہ ادا کرنے کا آسان اور مختصر طریقہ

غسل کر کے میقات سے احرام باندھیں اور دونوں کندھے ڈھانپتے ہوئے رکعت نفل عمرے کی نیت سے ادا کریں جہاں سے......

1-احرام باندھا ہو

2-پھر لبیك اللهم عمرة کہہ کر نیت کریں۔

3-اور پھر دوران سفر مسجد الحرام تک تلبیہ یہ الفاظ کہیں:

لبيك اللهم لبيك , لبيك لا شريك لك إن الحمد و النعمة لك والملك ,لا شريك لك' کا ورد کرتے رہے۔

4-مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے دُعاء پڑھیں:

أعوذ بالله العظيم وبوجهك الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم بسم الله والحمد لله والصلاة والسلام عليك يا رسول الله اللهم افتح لى ابواب رحمتك۔

5-بیت اللہ میں اگر فرض نماز کی جماعت کا وقت نہ ہو تو پہلا کام طواف کا ہی کریں' طواف حجر اسود کے برابر سے شروع کریں۔

6-مطاف میں داخل ہوتے ہوئے اضطباع (دائیاں کندھا ننگا) کرلیں۔

7-بسم الله , الله أكبر کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دیں (اگر ممکن نہ ہو تو) اسے ہاتھ لگا کر چوم لیں' (اور اگر یہ بھی ممکن نہیں) تو صرف ہاتھ سے اشارہ کرلیں

8-کل سات چکر لگائیں, پہلے تین چکروں میں رمل کریں (یعنی آہستہ دوڑیں' اگر ممکن ہو تو) ہر چکر کی کوئی خاص دعا تو نہیں' لیکن آپ چند ایک دعائیں ضرور یاد کرلیں' اور دورانِ طواف اس درود شریف کا زیادہ سے زیادہ ورد جاری رکھیں۔

9-ہر چکر میں رکن یمانی کا استلام کریں، اگر موقعہ نہ ملے تو اور کچھ نہ کریں۔

10-رکن یمانی کے اور حجر اسود کے درمیان یہ دُعاء پڑھیں:

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

یہ مستحب ہے۔

11 - سات چکروں کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں نماز برائے طواف ادا کرلیں۔

12 - پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

13-پھر آب زم زم (خوب) سیر ہو کر پئیں اور اگر موقع ملے تو پھر حجر اسود کو بوسہ دیں استلام کرلیں' (لیکن یاد رہے' یہ پہلے ممکن ہوتا تھا' جب غلاف کعبہ کو خوشبو نہ تھی' ورنہ احرام کی حالت میں ہاتھوں یا احرام کی چادر' یا جسم کے کسی بھی حصے پر خوشبو لگ جانے سے دم واجب آتا ہے' بہتر ہے' عمرے سے فارغ ہو کر' کپڑے پہن کر' پھر ہی حجر اسود کو بوسے دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ ہر نماز میں غلاف کعبہ اور حجر اسود کو خوب بھر بھر کر خوشبو لگائی جاتی ہے)۔

14- ممکن ہو تو ملتزم سے چمٹ کر خوب دُعائیں کریں۔

15-پھر سعی کرنے کے لیے صفا کا رُخ کریں اور اس پر چڑھتے ہوئے پڑھیں:

إن الصفاء والمروة من شعائر الله , ابدأ بما بدأ الله به

16-صفا پر چڑھ کر قبلہ رخ ہو کر تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہیں۔

17-پھر تین مرتبہ یہ دُعاء پڑھیں:

لا إله إلا الله وحده لا شريك له , له الملك وله الحمد يحيي و يميت و هو على كل شيء قدير , لا إله إلا الله وحده , أنجز وعده ,

ونصر عبده ,وهزم الأحزاب وحده۔

18- پھر جو دل چاہے دُنیا و آخرت کی بھلائی کی دُعائیں کریں۔

19- صفا سے نیچے اُتریں اور چلنا شروع کریں۔

20- جب سبز رنگ کی لائیٹ کے پاس پہنچیں تو وہاں سے لیکر دوسری سبز رنگ کی لائیٹ تک مرد حضرات دوڑیں (عورتیں اپنی چال چلتی رہیں)

21- پھر چلتے ہوئے مروہ پہنچیں اور وہاں وہی کچھ کریں جو صفا پر کیا تھا۔

22- صفا سے مروۃ تک ایک چکر شمار ہوتا ہے کل سات چکر لگائیں۔

23- سعی کرنے کے بعد بال کتروائیں یا منڈوائیں اور احرام کھول دیں۔

الحمد للہ آپکا عمرہ مکمل ہو چکا ہے۔

صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و آله واصحابه وسلم تسلیما کثیرا۔

۱۷ر صفر المظفر ......۱۷ر نومبر جمعرات

۲ بجے بیدار ہوئے نمازِ ظہر ادا کی پیارے دوست ملک التحریر محترم ملک اللہ بخش کلیار سے جود التاج میں ملاقات ہوئی' نمازِ عصر حرم مکہ میں ادا کی اور آج کے وظائف کعبہ معظّمہ کے سامنے پڑھے۔ نمازِ مغرب کے بعد ملک مختیار احمد کلیار سے ان کے مکتب فندق جود التاج میں ملاقات ہوئی انہوں نے میرے والد گرامی حضور فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کے دوران کے احوال سنائے جنہیں فقیر ''حرمین شریفین کی حاضریاں'' میں لکھے گا۔

جدہ میں محفل میلاد شریف

اسی دوران محترم محمد نعیم صاحب کا فون آیا کہ آپ کبری (مسفلہ) کے اوپر آ جائیں فقیر اور مولانا لیاقت علی نیازی مقررہ جگہ پہنچے تو محمد نعیم آئے ہم ان کے ساتھ

جدہ روانہ ہوئے دورانِ سفر محبوب کریم ﷺ کے ملک میں ان کی محبوب باتیں سنتے سناتے جدہ میں محترم محمد جاوید اقبال قادری قلندری کے گھر پہنچے ماشاء اللہ وسیع فلیٹ ہے ہال کمرہ کو محفل میلاد شریف کے لیے سجا رکھا ہے ہمارے جانے سے پہلے وہ لوگ نمازِ عشاء ادا کر چکے ہیں محفل کا آغاز اپنی خوبصورت آواز کے ساتھ تلاوت کلام پاک سے حضرت قاری محمد عبداللہ سیالوی نے کیا قصیدہ بردہ شریف ملکر پڑھنے کا جو لطف آیا سبحان اللہ چھوٹے بچوں میں کسی نے تلاوت تو کسی نے نعت شریف سنا کر ماحول کو باذوق بنایا محمد نعیم اور صاحب خانہ محمد اقبال قادری نے بھی بہت بھلے انداز میں نعت شریف سنا کر مجمع کو گرما دیا۔ فقیر کو گفتگو کرنے کو کہا گیا تو فقیر نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں سترہ نماز پڑھائیں چند ایک ایسے نمازیں بھی آئیں کے دورانِ نماز نبی پاک ﷺ تشریف لائے تو امام (صدیق اکبر) مقتدی (صحابہ کرام) کی عقیدت کا منظر حدیث مبارکہ میں جس انداز سے بیان ہوا وہ اہل ایمان کے لیے ایمان کی پختگی کا باعث ہے۔

دورانِ نماز صحابہ کرام کا دیدارِ رسول ﷺ کا منظر

حضور نبی اکرم ﷺ اپنے مرضِ وصال میں جب تین دن تک حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ زیارتِ رسول ﷺ سے مشرف ہوا کرتی تھیں آپ ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئیں۔ جان نثارانِ مصطفیٰ ﷺ سراپا انتظار تھے کہ کب ہمیں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالتِ نماز میں انہیں نصیب ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایامِ وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے۔ پیر کے روز تمام صحابہ کرام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں حسب معمول با جماعت نماز ادا کر رہے تھے کہ آقا کریم ﷺ

نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آپ حجرہ مبارک سے مسجدِ نبوی میں جھانک کر گویا اپنے غلاموں کو اپنے یارِ صدیق کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اظہارِ اطمینان فرما رہے تھے' روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فکشف النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ستر الحجرۃ ' ینظر إلینا وھو قائمٌ ' کأن وجھہ ورقۃ مصحف ' ثم تبسّم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھا کر کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ (ہم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو یوں لگا) جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کھلا ہوا قرآن ہو' پھر مسکرائے۔

1)۔ بخاری' الصحیح' کتاب الأذان' باب أھل العلم والفضل أحق بالإمامۃ' 1:240' رقم 648:
2) مسلم' الصحیح' کتاب الصلاۃ' باب استخلاف الإمام إذا عرض لہ عذر من مرض وسفر' 1:315' رقم 419:
3) ابن ماجہ' السنن' کتاب الجنائز' باب فی ذکر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' 1:519' رقم 1624
4) أحمد بن حنبل' المسند' 3:163

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فھممنا أن نفتتن من الفرح برؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم' فنکص أبوبکر علی عقبیہ لیصل الصف ' وظنّ أن النّبیّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خارج إلی الصلوٰۃ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

1) بخاری' الصحیح' کتاب الأذان' باب أھل العلم والفضل أحق بالإمامۃ' 240 : 1' رقم 648 :

2) بیہقی، السنن الکبریٰ، 75 : 3، رقم 4825 :

3) عبد الرزاق، المصنف، 433 : 5

ان وجد آفریں لمحات کی منظر کشی روایت میں یوں کی گئی ہے:

فلما وضح وجه النبی صلی الله علیه و آله وسلم ما نظرنا منظراً کان أعجب إلینا من وجه النبی صلی الله علیه و آله وسلم حین وضح لنا۔

جب (پردہ ہٹا اور) نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

1) بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، 241 : 1، رقم 649

2) مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، 315 : 1، رقم: 419

3) ابن خزیمہ، الصحیح، 372 : 2، رقم: 1488

مسلم شریف میں فهممنا ان نفتتن کی جگہ یہ الفاظ منقول ہیں:

فبهتنا ونحن فی الصلوة، من فرح بخروج النبی صلی الله علیه و آله وسلم۔

ہم دورانِ نماز نبی کریم ﷺ کے باہر تشریف لانے کی خوشی میں حیرت زدہ ہو گئے (یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی)۔

مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، 315 : 1، رقم: 419

نوٹ

یہ حوالہ جات بعد میں اپنے حضور قبلہ والد گرامی حضرت فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف "نماز میں تصورِ رسول ﷺ" سے نوٹ کر کے اپنی

تحریر میں درج کر دیئے۔

فقیر فن تقریر سے نابلد ہے مگر سننے والے اہل علم باذوق تھے اس لیے فقیر کو بھی بات کرنے بہت ہی لطف آیا یوں شب جمعہ جدہ میں یادگارِ محفل رہی اجتماعی درود و سلام کے بعد صفرہ بچھایا گیا لنگر شریف میں انواع واقسام کی نعمتیں صاحب خانہ کے ذوق کا منظر پیش کر رہی تھیں سب نے سیر ہو کر لنگر کھایا۔ محترم محمد ارشد صاحب نے فقیر کو فرمایا کہ کل شب ہفتہ میرے گھر محفل ہے آپ ٹائم دیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ ہم مدینہ منورہ کا عزم کر چکے ہیں اب ہمیں نہ روکیں پھر ان شاء اللہ تعالیٰ حاضری ہو گی تو محفل کریں گے۔ ہم نے تازہ وضو کیا اور جھومتے سوئے طیبہ روانہ ہوئے۔

ہم راستہ بھول گئے مگر ٹھیک جگہ جا پہنچے

☆...... ۱۷ ار صفر المظفر ...... ۱۷ ارنومبر جمعرات

شب جمعہ جدہ میں محفل سے فراغت کے بعد تقریباً ایک بجے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے ہم طریق الہجرہ سے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر باتوں باتوں میں ہم ینبع روڈ پر آ گئے وہ ایسے کہ جدہ یا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک تو وہ راستہ ہے جو اب طریق الہجرہ کہلاتا ہے۔ اسی راستے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یثرب) مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ اس دور میں یہ راستہ زیادہ استعمال نہیں ہوتا تھا۔ دوسرا راستہ ساحل کے ساتھ ساتھ ہے جو جدہ سے براستہ رابغ ینبوع کی طرف جاتا ہے۔ بدر کے مقام سے ایک سڑک مدینہ منورہ کی طرف نکلتی ہے۔ یہ مدینہ منورہ جانے کا قدیم راستہ تھا۔ یوں سمجھ لیجیے کہ یہ اس دور کی کوسٹل ہائی وے تھی جس پر تجارتی قافلے سفر کیا کرتے تھے۔

بحیرہ احمر کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے یہ قافلے شمال کی طرف جایا کرتے تھے۔ آخر میں بحیرہ احمر کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ دائیں طرف کی شاخ خلیج اُردن

کہلاتی ہے جس کا آخری سرا 'ایلہ' اور 'عقبہ' کی بندرگاہوں تک پہنچتا ہے۔ یہ قافلے خلیج اُردن کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بحیرہ روم کی کسی بندرگاہ تک جایا کرتے تھے جہاں یہ اپنا سامان فروخت کرتے جو آگے یورپ اور شمالی افریقہ کے ممالک میں بھیجا جاتا تھا۔ اس دور میں موجودہ اردن' فلسطین اور شام کا پورا علاقہ' شام ہی کہلاتا تھا جو براہِ راست قیصر روم کے زیر تسلط تھا۔ بائیں شاخ خلیج سویز کہلاتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان کا علاقہ جزیرہ نما سینا کہلاتا ہے۔ یہیں پر کوہِ طور واقع ہے۔

میقات جحفہ

اس سفر میں بھائی محمد عباس اویسی اور ان کے محترم والد گرامی' مولانا لیاقت علی نیازی ہمراہ تھے۔ جدہ سے نکل کر ہم شارع مدینہ منورہ پر آ گئے۔ یہ چھ (6) لین موٹر وے ہے۔ پہلے ائرپورٹ کا حج ٹرمینل آیا۔ اس کے بعد عسفان کا ایگزٹ آیا۔ یہاں سے ایک روڈ عسفان کی طرف جارہی تھی۔

آگے ذھبان اور ثول کے قصبے تھے۔ وادی قضیمہ کے پاس پہنچ کر روڈ دو حصوں میں تقسیم ہو رہا تھا۔ ایک حصہ طریق الہجرہ سے مل رہا تھا اور دوسرا سیدھا ساحل کے ساتھ ساتھ ینبوع کی طرف جارہا تھا۔ اب ہم یہاں طریق الہجرہ کی جانے کے کوسٹل ہائی وے کی طرف ہو لئے۔ ہم ایک وسیع چٹیل میدان میں سفر کر رہے تھے۔ ہمارے بائیں جانب بحیرہ احمر تھا اور دائیں جانب پہاڑیوں کی طویل قطار تھی۔ جزیرہ نما عرب کا یہ حصہ تہامہ کہلاتا ہے۔ 130 کلومیٹر کے فاصلے پر جحفہ کا میقات آیا۔ شمالی جانب سے مکہ مکرمہ آنے کے یہ دو راستے ہیں۔ جو لوگ حج یا عمرہ کے لئے براستہ مدینہ منورہ آ رہے ہوں' ان کے لئے میقات ذوالحلیفہ ہے جو مدینہ طیبہ سے نکلتے ہی آ جاتا ہے۔ دوسری طرف جو لوگ اُردن' شام اور مصر سے براستہ کوسٹل ہائی وے آ رہے ہوں' ان کا میقات جحفہ ہے۔ قدیم دور میں عمالقہ کے حملوں سے تنگ آ کر قوم عاد کے کچھ افراد

یہاں آباد ہوئے تھے۔

یہاں قریب ہی رابغ کا شہر تھا۔ جس کی لائٹیں نظر آ رہی تھیں 2005ء میں شاہ عبداللہ نے یہاں دُنیا کی سب سے بڑی بندرگاہ اور اکنامک سٹی بنانے کا اعلان کیا تھا۔

رابغ پہنچے تو ایک سڑک کے کنارے کھڑے پاکستانی ٹرالے والے سے محمد عباس اویسی نے مدینہ منورہ جانے کے لیے راستہ پوچھا تو اس نے بتایا گیا کہ آگے جانا پڑے گا' ہم نے وئپ مائپ (انٹرنیٹ) سے مدد لی مگر اس مستورہ' ابواء کے ارشارے مل رہے تھے۔

ابوا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

رابغ سے آگے بڑھے تو ابواء کا (خروج) ایگزٹ آیا۔ یہ جدہ سے 190 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ آپ (یثرب) مدینہ منورہ میں واقع اپنے میکے تشریف لے گئی تھیں۔ آپ کے ساتھ حضور ﷺ بھی تھے جن کی عمر اس وقت تقریباً چھ سال تھی۔ واپسی پر آپ بیمار ہو گئیں اور ابواء کے مقام پر آپ وفات پا گئیں۔ یہیں پر آپ کو دفن کیا گیا۔

عباس بھائی نے گاڑی ابواء کی طرف موڑ لی۔ یہ ایک چھوٹا قصبہ ہے تھا اور کوسٹل ہائی وے سے 22 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہم نے سمجھا شاید ہائی وے روڈ ہے جو مدینہ منورہ جاتا ہے لیکن تھوڑا آگے جا کر سنگل روڈ اونچی نیچی پہاڑیوں سے گزرنے لگی۔ تو ہم نے گاڑی روکی بہت سارے احباب سے سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے بارے میں معلوم کر رکھا ہے مگر زائرین یہ بھی مشورہ دیتے ہیں کہ اَب وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ مطوعوں نے عین قبر کے قریب پولیس چوکی بنائی ہے

اور یہاں آنے والوں سے بڑی سختی سے پیش آتے ہیں اور ان کا اقامہ وغیرہ ضبط کر لیتے ہیں۔ (چونکہ فقیر کے علاوہ تین حضرات اقامہ والے ہیں) اسی لئے ہم نے یہی طے کیا کہ واپس ہولیا جائے ویسے رات کافی بیت چکی تھی دن تو پھر بھی دن ہوتا ہے۔

متبرک مقامات؟؟؟

ان نجدیوں وہابیوں نے اپنی طرف سے یہ گھڑ لیا ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر جو بھی آتا ہے وہ مشرکانہ افعال کے لئے آتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں مگر وہ ہر آنے والے کو خوب تنگ کرتے ہیں انہیں کون سمجھائے کہ یہاں اہل ایمان شرک و بدعت کے لئے نہیں بلکہ محبت وعقیدت کے لیے آتے ہیں۔

مگر یہ کم بخت تو چند روایات کو بنیاد پر حضور ﷺ کے والدین کو کافر اور معاذ اللہ ابدی جہنمی قرار دیتے ہیں جبکہ امت کے جمہور علماء کا قطعی فیصلہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین مسلمان تھے اس پر میرے حضور قبلہ والد گرامی فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ نے ضخیم کتابیں "ابوین مصطفیٰ ﷺ ایمان والدین نبی کریم ﷺ" لکھی ہیں جن میں دلائل قاہرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ وہ دین ابراہیمی پر قائم تھے۔

اور انہیں رسول کریم ﷺ نے دوبارہ زندہ فرمایا کر کلمہ پڑھایا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا زندہ ہوئیں اور کلمہ پڑھایا

خاتمۃ المفسرین حضرت علامہ الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

امام قرطبی نے اپنی کتاب "تذکرہ" میں تحریر فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب "حجۃ الوداع" میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور "حجون" کی گھاٹی پر گزرے تو رنج وغم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور ﷺ کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی۔ پھر حضور ﷺ اپنی اونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر کے بعد میرے

پاس واپس تشریف لائے تو خوشی خوشی مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' کیا بات ہے؟ کہ آپ رنج و غم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے اترے اور واپس لوٹے تو شاداں فرحاں مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہوئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت کے لئے گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرما دے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو زندہ فرما دیا اور وہ ایمان لائیں۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان' سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ 119:'ج1)

ابواء شریف کی کو بری پر آئے تو ایک عربی کو روک کر مدینہ منورہ جانے کا پوچھا اس نے بتایا کہ آپ لوگ ینبع روڈ چلتے جائیں آگے لوہے کے ایک بڑے بورڈ پر مدینہ منورہ لکھا ہوا آئے تو مڑ جائیں ڈبل روڈ ہے۔ ہم بورڈ پر نظر رکھے سفر کرتے رہے آخر ایک نیلے رنگ کے بورڈ پر المدینۃ المنورہ' البدر لکھا نظر آیا تو ہم نے گاڑی اُسی طرف موڑ لی۔

ابواء سے نکل کر ہم دوبارہ کوسٹل ہائی وے پر آئے تو النصائف اور الرائس کے قصبوں سے گزرتے ہوئے ہم وادی صفراء میں داخل ہوئے۔ یہ وادی اسم با مسمیٰ تھی یعنی زرد رنگ کی تھی۔ یہ وادی بہت وسیع تھی اور میدان بدر سے متصلاً واقع تھی۔ یہاں سے کوسٹل ہائی وے ینبع اور ضباء سے ہوتی ہوئی اُردن کی طرف جا رہی تھی اور ایک روڈ مدینہ منورہ کی طرف نکل رہی تھی۔ جدہ اب 265 کلومیٹر پیچھے رہ گیا تھا۔ یہ فاصلہ ہم نے تقریباً تین گھنٹے میں طے کیا تھا۔

اس مقام سے مدینہ منورہ جانے والی پرانی روڈ سنگل بھی تھی جو پہاڑوں میں بل کھاتی ہوئی مدینہ منورہ کی طرف جاتی ہے۔ لیکن ہم اب جو نئی روڈ بنی ہے جو کہ تھری لین موٹر وے ہے۔ جو نہایت شاندار کوالٹی کی روڈ ہے۔ یہ روڈ بھی پہاڑوں کے بیچ

میں سے گزر رہی تھی لیکن اس کے موڑ ایسے بنائے گئے تھے کہ 150 کی رفتار پر بھی اگر موڑ کاٹا جائے تو گاڑی کے الٹنے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ جیسے ہی ہم پہاڑوں میں داخل ہوئے' بدر کا ایگزٹ آ گیا۔ اس کا فاصلہ جدہ سے 300 کلومیٹر اور مدینہ منورہ سے 156 کلومیٹر تھا۔

بدر کا نظارہ

بدر کے ایگزٹ سے بدر شہر کا فاصلہ محض 5 کلومیٹر تھا۔ راستے میں ایک نہایت ہی خوبصورت پہاڑی نظر آئی۔ یہ سیاہ رنگ کی چٹان پر مبنی پہاڑی تھی لیکن یہ چوٹی تک ریت سے ڈھکی ہوئی تھی۔ رات تھی مگر لائٹیں اتنا تھیں کہ دن محسوس ہو رہا تھا۔

بدر ایک چھوٹا سا صاف ستھرا اور خوبصورت شہر ہے۔ عہد رسالت میں یہاں کوئی آبادی نہ تھی لیکن اب یہ ایک اچھا خاصہ شہر بن گیا ہے۔

سفر کرتے ہم میدان بدر شریف آن پہنچے تیر کے نشان سے راستہ بتایا جا رہا تھا مقام شہداء بدر آخر ہم ایک احاطہ کے قریب رکے جہاں شہداء بدر محو استراحت ہیں۔ رات کے وقت شرطے ومطوعے کہیں سے نظر نہیں آ رہے تھے ہم احاطہ کی غربی جانب آ گئے آبادی میں مسجد ہے رات کا وقت ہے وہ بند تھی دروازہ کے تھڑ کے پر بیٹھ گئے ختم شریف درود تاج شریف و دیگر کلمات پڑھ کر اصحاب بدر کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کیا اور ان کے وسیلے سے خوب دعائیں کیں عباس بھائی نے محطہ (پٹرول پمپ) کی شاپ سے دودھ اور سوڈھے کی بوتل لے لی تھی ہم نے دودھ سوڈھا بنا کر پیا سحری کر لی اور دیوار سے جھانک کر ہم نے اصحاب بدر کی خدمت میں سلام عاجزانہ پیش کیا اور نظر کرم کی التجاء کی رات کی خاموشی میں کیا لطف و کرم ہوا لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہ ہے البتہ غزوہ بدر کے بارے مختصر معلوماتی مضمون پیش ہے۔

جس مقام پر ہم کھڑے تھے اس احاطہ کے اندر شہداء بدر کے مزارات ہیں۔

جہاں سے ہم آئے وہاں ایک چوک سا بنا ہوا تھا۔ اس کے درمیان میں ایک بہت بڑا کتبہ نصب تھا جس پر شہداء بدر کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جو چودہ صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

1) حضرت صفوان بن وہب
2) حضرت ذوالشمالین بن عبد عمرو
3) حضرت مہجع بن صالح
4) حضرت عاقل بن کبیر
5) عبیدہ بن حارث
6) حضرت سعد بن خیثمہ
7) حضرت مبشر بن عبدالمنذر
8) حضرت حارثہ بن سراقہ
9) حضرت رافع بن المعلا
10) حضرت عمیر بن الحمام
11) حضرت یزید بن حارث
12) حضرت معوذ بن حارث
13) حضرت عوف بن حارث
14) حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان میں 6 مہاجر اور 8 انصار تھے۔ انصاریوں میں سے 6 کا تعلق قبیلہ خزرج سے اور 2 کا تعلق اوس سے تھے۔ سیدنا عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ عبیدہ بن حارث قریشی اور رسول اللہ ﷺ کے رشتے دار تھے۔ آپ جنگ بدر کے پہلے شہید تھے جو انفرادی مقابلوں میں شہید

ہوئے۔ ہمارے سامنے وہ منظر گردش کرنے لگا جب قریش کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں آئے۔ ان کے مقابلے پر سیدنا حضرت سیدنا امیر حمزہ، حضرت سیدنا مولا علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم نکلے۔ عتبہ اور ولید بالترتیب سیدنا امیر حمزہ اور سیدنا حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے البتہ شیبہ نے سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ اس کے بعد اس نے سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مقابلہ کیا اور مارا گیا۔

ان شہداء بدر میں سے تیرہ حضرات تو میدان بدر ہی میں مدفون ہوئے مگر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ بدر سے واپسی پر منزل صفراء میں وفات پائی اس لئے ان کی قبر شریف منزل صفراء میں ہے۔ (زرقانی ج 1 ص 445)

مقام جنگ

اب شہدا کی قبریں ہیں عین اس جگہ معرکہ ہوا تھا۔

مسلمانوں کا لشکر اس سے ہٹ کر اس جگہ تھا جہاں اب مسجد عریش ہے اور مشرکین کا لشکر اس مقام پر تھا جہاں اب کھجور کا فارم ہاؤس ہے۔ اسی مقام پر ایک کنواں اور حوض بھی تھا جس کو مسلمانوں نے جنگی حکمت عملی کے تحت اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ ہم اب دائیں جانب موڑ کاٹ کر مسجد عریش کے قریب آ گئے۔ یہ ایک بہت بڑی مسجد تھی۔ عربی میں عریش، چھپر کو کہتے ہیں۔ اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر بنایا گیا تھا جہاں بیٹھ کر آپ نے ساری رات عبادت فرمائی تھی اور پھر دن کے وقت جنگی ہدایات جاری کی تھیں۔ چھپر کا یہ مقام مسجد کے اندر کہیں ہوگا۔

جنگ کے واقعات کچھ اس طرح سے تھے کہ قریش کا ایک قافلہ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی قیادت میں شام سے براستہ کوسٹل ہائی وے آ رہا تھا۔ اہل مکہ اکثر مدینہ پر تاخت کر کے لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ اس لئے جوابی کاروائی یہ کی گئی کہ ان کے

قافلے پر حملہ کیا گیا۔ اس قافلے میں مکہ کے تمام تاجروں کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ انہوں نے قافلہ بچانے کے لئے 1000 کا لشکر تیار کر کے بھیج دیا۔ قافلہ تو ساحل کے ساتھ ہو کر نکل گیا لیکن اس لشکر نے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا عزم کیا اور پیش قدمی جاری رکھی۔ رسول اللہ ﷺ محض 313 جانثاروں کے ساتھ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ بمطابق ۶۲۳ء تشریف لائے۔ مدینہ سے آنے والا راستہ اس وقت بھی بدر کے مقام پر ساحلی شاہراہ سے ملتا تھا۔ اسی مقام پر جنگ ہوئی۔

لشکر اسلام بامقابلہ کفار

اسلام اور کفر کے لشکروں میں ایک اور تین کا تناسب تھا۔ اس کے باوجود اس جنگ میں محض 14 صحابہ شہید ہوئے جبکہ 70 کفار قتل ہوئے اور 70 قیدی بنائے گئے۔ قتل ہونے والوں میں تمام سرکش لیڈر شامل تھے۔ باقی لوگ بھاگ نکلے۔ قرآن مجید میں سورۃ آل عمران آیات نمبر ۱۲۳ تا ۱۲۷ اور سورۃ انفال آیت نمبر ۴۴ میں اس جنگ کا بیان فرمایا گیا ہے۔

جنگ بدر کا نقشہ حضور جانتے ہیں

جنگ بدر کے دن حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ میدان جنگ کا معائنہ فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے زمین پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: یہ فلاں کے مر کر گرنے کی جگہ ہے' یہ فلاں کے مر کر گرنے کی جگہ ہے' یہ فلاں کا مقتل ہے' اور یہ فلاں کی جائے کشتن ہے' اور ایک ایک مارے جانے والے کا نام اور اس کے مقتل کا نشان بتایا اور ان میں سے کوئی ایک بھی حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ کے برخلاف نہ مارا گیا چنانچہ اس جگہ سے ایک بالشت بھی تفاوت وتجاوز نہ ہوا۔ (مدارج النبوۃ' اردو ترجمہ' جلد: ۲' ص: ۱۴۴ اور ۱۴۷)۔

مذکورہ واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب بتانے والے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانہ غیب سے علم غیب عطا فرمایا تھا اور آپ یہ جانتے تھے کہ کون' کب' کس طرح اور کہاں مرے گا۔

مدینہ منورہ کو چلے

بدر شہر سے نکل کر ہم پھر جدید موٹر وے پر آئے۔ یہ ایک پہاڑی موٹر وے تھی اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے موڑ (Curves) اتنے شاندار طریقے سے بنائے گئے تھے کہ 150 کی رفتار سے بھی موڑ کاٹتے ہوئے ذرا بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ بدر کے بعد الحسینیہ' الخیف' الخرما اور الحمراء کے ایگزٹ آئے۔ یہ چھوٹے چھوٹے قصبے ہوں گے۔ ایک مقام پر پرانی سنگل روڈ بھی ہمیں اپنے ساتھ ساتھ دوڑتی نظر آئی۔ وادی الجی' المسیجد' الفریش کے قصبوں سے گزرتے ہوئے ہم سڑک کے کنارہ چھپر نما مسجد میں نماز فجر ادا کی بیئر روحا جانے کا ارادہ تھا مگر راستہ معلوم نہ ہونے وجہ سے ہم ایک گھنٹے میں بدر شریف سے مدینہ منورہ آن پہنچے۔ حرم نبوی کی حدود سے قبل ہی یہ روڈ طریق الہجرہ پر جا ملی اور اس کے بعد جبل عیر کے پاس سے گزر کر ہم شہر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو سفر کی ساری تھکاوٹ اتر گئی بے قراروں کو قرار آ گیا شارع سلام اپنے ہوٹل میں آ کر سو گئے۔

☆......۱۸ صفر المظفر ......۱۸ نومبر جمعۃ المبارک

ایک بجے بیدار ہو کر غسل کیا جمعہ کی تیاری کی احباب جمع ہوئے قاری محمد صدیق صاحب جمعہ نے پہلی اذان دی سنتیں ادا کر کے دوسری اذان دی گئی فقیر نے خطبہ پڑھا اور جماعت کرائی بعد سنن و نوافل کے قاری محمد صدیق صاحب نے وجد آفریں انداز میں سلام رضا پیش کیا فقیر نے دعا میں عرض کیا یا الہ العالمین آج ہمیں اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر میں جمعہ سعادت کے بعد سلام عرض

کرنے کی توفیق بخشی اسی طرح دُنیا بھر میں آج جہاں جہاں تیرے پیارے محبوب کریم ﷺ کی اُمتیوں نے درودوسلام کا نذرانہ پیش سب کو بارگاہِ حبیب کریم ﷺ کی حاضری سے بہرمند فرمایا بالخصوص جامع مسجد سیرانی بہاولپور میں آج جن احباب نے بعد جمعہ سلام پڑھا انہیں بہت جلد حرمین شریفین کی حاضری سے سعادت مند فرما سب حضرات نے فقیر کے دُعائیہ کلمات پر امین کہا۔ بحرمت سید الانبیاء والمرسلین ﷺ

عباس بھائی نے گاڑی نکالی ہم جنت البقیع شریف شرقی جانب سے روضہ اقدس کو دیکھتے ہوئے سلام عرض کرتے اہل جنت بقیع شریف کو سلام پیش کرتے ہوئے مسجد قباء شریف حاضر ہو کر نوافل عمرہ ادا کیے وہاں سے حضور امیر طیبہ کی بارگاہ میں جبل کے دامن میں جا پہنچے انہیں سلام کیا کچھ کلمات حسنات پڑھ کر انہیں نذرانہ پیش کیا نماز عصر وہیں مسجد شہداء احد میں ادا کر کے حرم نبوی شریف حاضر ہوئے ابھی باب الہجرہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اذان مغرب ہوئی قاری محمد صدیق صاحب نے صحن میں لگے پانی کے کولروں سے ایک کاسہ (گلاس) پانی دیا فقیر نے روزہ افطار کیا اور نماز مغرب اندر ادا کی حضرت سید محمد حسن شاہ ملے آج محترم خان محمد و محمد سہیل پسران ماسٹر ریاض احمد (مرحوم) بہاولپوری نے اپنے گھر دعوت کا اہتمام کیا وہ گاڑی لائے ہم شارع سلام کی ایک محلہ میں پہنچے رہائشی مکان ہمارے ملک جیسے تھے گلیوں میں گٹروں سے پانی اُبل رہا تھا شاہ صاحب نے فرمایا چونکہ اس محلہ میں پاکستانی آبادی زیادہ ہے انتظام بھی پاکستان جیسا ہے کھانا کھایا اس دوران خیروخیریت کا احوال ہوتا رہا پھر ہم نے صاحب خانہ سے اجازت لی اور حرم شریف آگئے نمازِ عشاء پڑھی صبح دو بجے محمد کاشف بھائی لنگر لائے سحری کر کے کمرے آگئے بدر شریف حاضری کا احوال لکھتے لکھتے صبح ۷ بجے گئے۔ نماز فجر کمرے میں ہی ادا کر لی۔

☆......۱۹ر صفر المظفر......۱۹ر نومبر ہفتہ

سو گیا ۳۰۔۱ بیدار ہوا نماز پڑھکر قباء شریف حاضر ہوئے نوافل ادا کر کے حضور سید الشہداء کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سلام و کلمات پیش کر کے حرم نبوی شریف حاضر ہو گیا باب مکہ کے اندر نماز عصر ادا کی جبکہ باب الہجرہ میں افطاری اور آج کے وظائف پڑھے۔ عشاء سے قبل محمد سیف الحق لنگر لایا کھا کر فندق آ گئے۔ تقریباً رات ساڑھے دس بجے حرم شریف چلے گئے وہاں سردار ڈاکٹر عبدالوحید (جدہ) ملے ان سے دیر تک حال احوال کیا مسجد نبوی شریف کے اندر حاضر ہوا ریاض الجنہ شریف میں نمازِ عشاء پڑھی اور بارگاہ ناز میں مواجہ اقدس حاضری کا شرف پا کر واپس آیا تو قدیم حصہ حرم (ترکی) میں ہمارے علاقہ کے عظیم روحانی پیشواء حضرت خواجہ فقیر محمد باروی رحمۃ اللہ علیہ (چوک اعظم لیہ) کے شہزادگان حضرت خواجہ محمد حسن مدظلہ اپنے قافلہ سمیت ملے، بہت خوشی ہوئی ان سے حال واحوال اور دعاؤں کی التجاء کر کے سحری کی اور ہوٹل آ گیا۔

آج والدہ ماجدہ مرحومہ بہت یاد آئیں

میری حقیقی والدہ ماجدہ (وصال ۳ صفر المظفر) یوں ان کی یادیں رہتی ہیں فقیر روزانہ والدین کریمین کے لیے ایصالِ ثواب کرتا ہے اور نوافل بھی... مگر آج مدینہ منورہ میں ان کی یاد کچھ اس انداز سے آئی کہ آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے انہیں یاد کر کے خوب رویا اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور سیدہ کائنات خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا قرب نصیب ہو۔

☆......۱۹ر صفر المظفر......۱۹ر نومبر اتوار

۲ر بجے اُٹھ کر اپنے روم میں نماز ظہر پڑھی کچھ لکھنے پڑھنے کے بعد حرم شریف حاضر ہوا نماز عصر اصحاب صفہ کے چبوترہ کے قریب ادا کی اور آج کے وظائف قدمین شریف اور باب جبریل میں پڑھنے کی سعادت ملی۔ افطار اور نماز مغرب باب الہجرہ

کے اندر ادا کی۔ محمد سیف الحق کھانا لایا تھوڑا سا کھا کر عوالی محمد فرحان قادری کے بیٹے
محمد حمزہ نے ناظرہ قرآن پاک کی تکمیل کی ہے اس کی خواہش ہے کہ تکمیل قرآن کی
تقریب فقیر کی حاضری ہو قاری محمد سعید جنت البقیع شریف جنوبی طرف گاڑی لائے
ہم ان کے گھر حاضر ہوئے تلاوت نعت اور قصیدہ بردہ شریف کے بعد فقیر نے
ادبوالادکم کے حوالہ سے ایک حدیث شریف مع مختصر شرح عرض کی صلوٰۃ وسلام کے بعد
حضرت سید محمد حسن شاہ المدنی نے دُعا فرمائی۔ پر تکلف وسیع لنگر کا اہتمام تھا۔ فراغت
کے بعد ہم نے صاحب خانہ سے اجازت لیکر حضور سیدنا امیر طیبہ کی بارگاہ میں حاضری
کے لیے روانہ ہوئے ہم مسجد اجابہ شریف پہنچے تو سپیڈ بریکر پر گاڑی اچانک بند ہوگی ہم
نیچے اترے تو قاری محمد سعید نے بتایا کہ اسٹارٹنگ کا مسئلہ ہے ہم نے موقعہ غنیمت جانا
کہ مسجد اجابہ کے دروازہ پر کپڑا بچھا کر نوافل پڑھے اور رسول کریم روف ورحیم ﷺ کی
قبول دُعاؤں کا وسیلہ پیش کر کے دُعائیں کیں۔

مسجد اجابہ شریف

یہ مسجد نبوی شریف سے 385 میٹر دور شمال (مغرب) مستشفیٰ (ہسپتال)
الانصار کے قریب میں واقع ہے یہ وہ تاریخی مسجد ہے جہاں رسولِ اکرم ﷺ نے تین
مشہور دُعائیں مانگیں تھی جو یہ تھیں:

اے اللہ میری اُمت کو بھوک سے ہلاک نہ کرنا' میری اُمت کو غرق کر کے
ہلاک نہ کرنا اور میری اُمت میں اختلاف برپا نہ کرنا۔ حدیث کی روایت کے مطابق
پہلی دو دُعائیں قبول کر لی گئی تھیں، تبھی اس مسجد کا نام مسجد اجابہ رکھا گیا۔

نوافل ودُعا کے بعد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے دربار پر انوار میں حاضر ہوئے۔

☆ ......۲۱ر صفر المظفر ......۲۱ر نومبر

محترم مدثر سعید ہمارے بہاولپور کے نوجوان ہیں بہت با اخلاق ملنسار مدینہ

منورہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت ہی بہترین کاروبار دیا ہے اپنا شرکہ ہے سوق الخضراء میں بہت وسیع تلاجہ ہے اور گذشتہ سال (۱۴۳۷ھ) تقریباً دس ہزار حجاج کے کھانے کا ذمہ لیا تو بہت اچھے انتظام پر ہمارے وفاقی وزیر حج نے انہیں ان کی حسن کارکردگی پر تمغہ بھی دیا فقیر جب مدینہ منورہ حاضر ہوتا ہے تو ملنے آجاتے ہیں کل بھی آئے تھے تو کہا ایک ٹائم کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں فقیر نے آج کا عرض کیا تھا تو گاڑی لائے اپنے مطعم میں لے گئے وہاں کوئلے پر مچھلی تیار کرائی ماشاء اللہ مدینہ طیبہ کی برکت سے بہت لذیذ تھی کھانے کے دوران بہت معلوماتی گفتگو ہوتی رہی فراغت کے فقیر اپنے فندق پہنچایا وہاں احباب منتظر تھے ان سے حال واحوال کے بعد حرم شریف جاکر نماز عشاء ادا کی مواجہہ اقدس پر سلام کے لیے حاضر ہوا سچ یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں جتنی بار بھی حاضری دی جائے ہر بار ایک نیا ذوق میسر ہوتا ہے مگر ادب شرط ہے ورنہ وہاں مطوعے بھی تو کھڑے ہیں جن کی شرک وبدعت گردانیں سن کر بندہ یقین کرتا ہے کہ......

"جسے چاہیں وہ نواز دیں"

آج سحری کے وقت بہاولپور کے احباب کو جشن میلاد پاک عقیدت واحترام سے منانے کا فرداً فرداً میسج کیا کافی سارے احباب نے واپسی جواب میں دعاؤں اور حاضری کی التجاء کی فقیر تمام بنام سلام والتجاء عرض کرتا رہا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ مدینہ منورہ میں ہوں یہاں کا موسم خوب سہانا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی خوشبودار ہوائیں روضہ اقدس کا طواف کر کے دنیا کے مختلف ممالک کو روانہ ہو جاتی ہیں۔ ربیع الاول شریف کی آمد ہے جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلسہ وجلوس کو کامیاب بنانے کے لیے خوب محنت کریں ۱۲ ربیع اول شریف کو جامعہ اویسیہ رضویہ جامع مسجد سیرانی بہاولپور کے جلسہ کی دعوت عام کریں جلوس اپنے

مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا میلاد چوک پر اختتام پذیر ہوگا مرکزی عیدگاہ میں عظیم الشان جلسہ ہوگا دعا گو ہوں کہ ہم سب کا مدینہ مقام ہو۔

مدینے کا بھکاری

محمد فیاض احمد اویسی

مدینہ منورہ شب بدھ صبح وقت سحر ۳۵۔۴ بجے

حضرت سید حسن شاہ صاحب نے ایک سوال دریافت کیا۔

سوال ◀ حطیم کعبہ میں کس نبی کی مزار شریف ہے۔

جواب ◀ بعض روایات کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر حجر میں ہے' چنانچہ امام ابو احمد الحاکم کی کتاب الکنی 1/239 میں ہے ان قبر اسماعیل فی حجر ۔یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر حجر میں ہے۔آج جسے حجر یا حطیم کہا جاتا ہے وہ اصل میں خانۂ کعبہ کا ایک حصہ ہے۔

ریاض الجنتہ

الحمد للہ رب العالمین وبکرم سید الانبیاء والمرسلین ﷺ گذشتہ کئی راتوں سے فقیر کو نمازِ عشاء نوافل و درود و سلام ریاض الجنہ شریف کے مختلف ستونوں پر ادا کرنے کی سعادت میسر ہو رہی ہے۔دراصل رات ۱۱۔۱۲ بجے بعد رش کم ہوتا ہے' ریاض الجنہ کے اکثر حصے خالی ہوتے ہیں تو چند ستونوں کا تعارف عرض کئے دیتا ہوں۔

منبر شریف اور جانب مشرق روضۂ پاک کی جالی کے درمیان کا حصہ حدیث نبوی شریف کے مطابق ریاض الجنتہ کہلاتا ہے اس جگہ نماز پڑھنے کے لئے لوگوں کا ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔۲۲ میٹر لمبی اور ۱۷ میٹر چوڑی جنت کی یہ کیاری سفید اور مرصع ستونوں کے ذریعہ نمایاں کی گئی ہے۔اس میں خاص فضیلت رکھنے والے مندرجہ ذیل چند ستون ہیں۔

استوانہ حنانہ

محراب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہے اور کھجور کے اس تنے کی یاد دلایا ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں کھجور کے ایک درخت یعنی تنے سے جو ستون کی طرح آپ کے مصلّی کے قریب گڑا ہوا تھا خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ بھی اس وقت یہاں قائم کیا گیا تھا جبکہ یہ محسوس کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطبہ کے دوران طویل قیام سے تکلیف محسوس فرماتے ہیں۔ ایک جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کھجور کے تنے پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صحابی نے یہ دیکھ کر اپنے سے قریب بیٹھے ہوئے صحابہ کرام سے یہ کہا اگر حضور یہ پسند فرمائیں کہ کسی ایسی چیز پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمادیا کریں کہ جس پر راحت وسہولت ہو تو ایسی چیز کا انتظام کردوں۔ اس شخص کی یہ بات آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راحت معلوم ہوئی۔ جب منبر ہو کر مسجد میں رکھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے تو اس ستون نے گریہ وبکاء کی آوازیں سنائی دیں اور اس طرح گڑگڑانے لگا جیسے کوئی اونٹنی کرب و بے چینی میں گڑگڑاتی ہو۔ آپ نے جب اس کی گریہ وبکاہ کو سنا تو آپ اس کے قریب تشریف لائے اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور تسلی دی۔ اس کے بعد دیکھا گیا کہ وہ اپنی آواز اس طرح ضبط کر رہا ہے جیسے کوئی روتا ہوا بچہ اپنی آواز روکنے کی کوشش کرتا ہو۔ اس کے بعد یہ ستون منبر مبارک کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

(مزید تفصیل کے لیے حضور فیض ملت محدث بہاولپور نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف ''استوانہ حنانہ'' کا مطالعہ کریں)

استوانہ ابی لبابہ

صحابی رسول ﷺ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ایک غزوہ میں کچھ تساہل ہوا تھا تو اس جگہ اُنھوں نے اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا تھا اور دُعا و استغفار میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے صدقے آپ کو معاف فرمایا یہ ستون اسی کی یاد ہے۔

استوانہ عائشہ

اس مقام کی بزرگی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے اگر اس کی فضیلت کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو وہاں جگہ پانے کے لئے قرعہ ڈالیں۔ اس کا علم امت کو چونکہ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ ہوا اس لئے یہ ستون آپ کے نام سے موسوم ہے۔

استوانہ محرس

یہاں صحابہ کرام باری باری حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے۔ اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ بیٹھ کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی پاسبانی کیا کرتے تھے اسی کو ستونِ علی رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔

ستونِ سریر

اس جگہ نبی پاک ﷺ اعتکاف فرماتے تھے اور رات کو یہیں آپ کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا۔

ستونِ وفود

اس جگہ نبی پاک ﷺ باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے۔

مسجد میں بعض ستون ایسے نظر آتے ہیں کہ جن کا نچلا حصہ سنہری نہیں۔ یہ ستون مسجد نبوی کی ابتدائی وسعت کی یاد دلاتے ہیں۔

بابِ جبریل کے جانب جالیوں کے اندرونی حصے میں دو ستون اور ہیں۔ استوانہ جبریل جہاں نبی پاک ﷺ پر وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

ستونِ تہجد

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے متصل ہے۔ جہاں حضور ﷺ تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے۔ بابِ جبریل کے پاس تہجد کا چبوترہ اسی استوانہ تہجد کی سیدھ میں جالی کے باہر بنایا گیا ہے۔ اسی چبوترہ کے سامنے دو تین صفوں کے فاصلے پر اصحابِ صفہ کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہاں تین چار سو ایسے اصحاب کرام مختلف اوقات میں تشریف رکھتے تھے جنہوں نے اپنے آپ کو علمِ دین سیکھنے اور اس کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابوذر غفاری اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ کی یہ جگہ مرجع خاص وعام ہے۔ جب قرآن نے یہ اعلان کیا کہ "خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگدست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے اور دین کے کاموں کی وجہ سے ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں بچتا کہ اپنے لئے بھی کچھ کریں" تو کھجوروں کے باغات کے بالمقابل صحابہ کرام ان حضرات کے لئے کھجوروں کے خوشے اسی چبوترے کے قریب دو ستونوں پر لٹکا دیا کرتے تھے۔ امتیازی نقش کے دو ستون اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

☆......۲۲ صفر المظفر بدھ

نمازِ فجر کے بعد سو گیا۔ حسب معمول اُٹھ کر غسل کیا نماز ظہر حرم شریف ادا ۴ بجے کھجور منڈی سے (عزیزم محمد انور) سے کھجور خرید کر واپس مسجد غمامہ شریف کے

قریب پہنچا تو ہوتہ پاک پتن شریف سے آئے ہوئے ہمارے پیر بھائیوں کا قافلہ ملا انہیں کھڑے کھڑے مدینہ پاک کے حوالے معلومات عرض کیں اور نمازِ عصر مسجد نبوی شریف آکرادا کی۔

مسجد غمامہ۔۔۔۔پس منظر

روایات میں آتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنی پہلی عید الفطر یکم شوال سن 2 ہجری مدینہ منورہ میں منائی۔ نبی پاک شہ لولاک ﷺ نے نماز عید کی امامت فرمائی اس کے فوراً بعد ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ عید گاہ کا یہ مقام آج بھی مدینہ منورہ میں موجود ہے جو مسجد غمامہ کے نام سے معروف ہے۔ یہی وہ مسجد غمامہ سے جہاں آقا کریم روف ورحیم ﷺ اکثر نماز استقاء صحابہ کرام کے ساتھ ادا کرتے رہے ہیں۔

مدینہ منورہ کی کھجوریں۔ مدینہ منورہ کے گردونواح میں کھجوروں کے بہت سے باغات ہیں۔ کھجوروں کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں عنبری' عجوہ' شلبی' صفاوی' برنی' حلوہ اور ربیعہ بہت مشہور ہیں۔ عجوہ اور برنی مدینہ منورہ کی بہت قدیم کھجوریں ہیں۔ مدینہ منورہ میں زائرین سب سے زیادہ کھجوریں خریدتے ہیں۔

مدینہ منورہ کی سبزی منڈی

افطاری و نمازِ مغرب باب الہجرہ میں کر کے قیام گاہ آئے کھانا کھایا۔ محترم عبدالعزیز سعیدی مولانا محمد یوسف سعیدی گاڑی لائے مدینہ منورہ کا بازار (سوق الخضریٰ) سبزی منڈی جانا ہوا اگرچہ قبل ازیں بھی دو تین بار جانا ہوا مگر اس بار بالتفصیل سبزی منڈی کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔

مدینہ منورہ اب جدید طرز کا عالمی شہر بن گیا ہے۔ یہاں کے شہری بہت ہی

خوشحال اور آسودہ ہیں' اس شہر میں بھی جدید انداز کے بازار ہیں۔ مدینہ منورہ کی (سوق الخضریٰ) سبزی منڈی اہم تجارتی مرکز ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے' یہاں دُنیا بھر کی مصنوعات اور ہر قسم کی جدید اشیاء کی وافر مقدار میں ہے۔ (بعض اشیاء کی مخصوص منڈیاں ماضی میں بھی ہوتی تھیں اب بھی ہیں)۔ سوق الخضریٰ میں پھل و فروٹ اور سبزی کی منڈی الگ ہے' کھجوروں کے بازار ہیں' گوشت' مچھلی' کپڑے' تسبیح وغیرہ کے بازار ہیں۔ دُنیا کے ہر ملک کی چیزیں یہاں مناسب قیمتوں پر دستیاب ہیں۔ فقیر نے محترم محمد اسحاق صاحب کی دوکان سے چھوٹی الاچی' کالی مرچ' بادام' انجیر خریدے۔ دریں اثناء ایک سفید ریش مصری (کیس رشاپر میں کچھ لنگر تقسیم کرتا ہوا آیا اُس نے محمد اسحاق' عبدالعزیز سعیدی صاحبان کو شاپر دیئے تو محمد اسحاق صاحب نے فقیر کا تعارف کرایا تو اُس نے ڈھیروں دُعاؤں کے ساتھ لنگر کا ایک بڑا شاپر فقیر کو دیا اسحاق صاحب نے بتایا کہ خوش عقیدہ صوفی سنی عاشق رسول ہے' گاہے گاہے اپنے گھر محفل کرتا ہے پھر یہ خاص لنگر انہیں دیتا ہے جو کریم آقا ﷺ کے گن گاتے ہیں' ہم نے شاپر سے لنگر تھوڑا سا چکھا تو ماشاء اللہ ایسا لذیذ کہ کیا بات ہے۔ فراغت کے بعد اپنے ہوٹل آ گئے۔ سامان رکھا اور حرم شریف روانہ ہوا۔

☆......۲۳ رصفر المظفر ......۲۳ رنومبر جمعرات

نمازِ فجر پڑھ کر سو گیا ۲ بجے تیاری کر کے حرم شریف آیا نمازِ ظہر پڑھی آج کے وظائف قدمین شریفین آغوات شریف کے حجرات کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنے کی سعادت ملی حضرت علامہ مولانا پیر محمد کرم اللہ الٰہی دلبر سائیں کے بڑے شہزادے حضرت علامہ رکن عالم ساجن سائیں ملے انہیں چند نصائح اور تدریس کی ترغیب عرض کی۔

نمازِ عصر باب جبریل کے باہر گنبد خضریٰ شریف کے سامنے صحن میں ادا کی۔ افطاری اور نمازِ مغرب باب الهجرہ میں ادا کی۔

استقبال ربیع الاول شریف و یوم رضا کی تقریب

رات ۹ بجے باب العوالی میں محترم رفاقت علی مولانا لیاقت علی نیازی نے استقبال ربیع الاول شریف کے حوالہ سے تقریب رکھی ہے محمد مدنی گاڑی لایا ہم وہاں حاضر ہوئے قاری محمد سعید نے تلاوت و نعت شریف پڑھی سب نے ملکر قصیدہ بردہ شریف پڑھا فقیر نے برکات اسم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم پر چند روایات عرض کیں حضرت حسن شاہ المدنی نے محافل میلاد کے حوالہ سے پیاری گفتگو فرمائی دُعا کے بعد ہم عرس اعلیٰ حضرت سیدی الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کی تقریب کے لیے کاشانہ قطب مدینہ پر حاضر ہوئے تو وہاں ماشاء اللہ دنیا کے مختلف ممالک کے علماء کرام واہم شخصیات کی زیارت ہوئی لنگر نبویہ غوثیہ رضویہ نصیب ہوا محمد عرفان و محمد نعمان قادری و دیگر احباب بڑی مستعدی سے لنگر تقسیم کر رہے تھے۔ لنگر سے فراغت کے بعد جانشین قطب مدینہ الشیخ ڈکتور علامہ محمد رضوان فضل الرحمٰن ضیاء الدین سلمہٗ الرحمٰن الی یوم الدین سے ملاقات ہوئی صوفی محمد اقبال قادری نے فقیر کا تعارف میرے حضور سیدی والد گرامی حضرت فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی نسبت سے کرایا تو ڈاکٹر صاحب قبلہ کرسی سے کھڑے ہو گئے فقیر کو گلے لگایا ماتھا چوما بہت ہی شفقت فرمائی خیر و عافیت دریافت فرمائی فقیر نے دل ہی دل میں کہا اپنی وجہ سے میں کچھ نہیں ہوں ان کی نسبت سے بڑا ہوں۔ ان خدمت میں کتاب "منزل بہ منزل" اور قصیدہ بردہ شریف کے خواص' یک حدیث بروایت چہل حدیث اور فیض عالم کا شمارہ ہدیۃً پیش کیا۔

ان سے اجازت چاہی اور سید الشہداء امیر طیبہ رضی اللہ عنہ کی چوکھٹ پر حاضر ہوئے ہوئے سلام عرض کیا اور حرم شریف آ کر نمازِ عشاء پڑھی اور مواجہ اقدس پر اپنا مقدر چمکانے حاضر ہوا۔ سلام عاجزانہ کے بعد پھر حاضری کی التجاء عرض کی۔

۲۵ صفر المظفر جمعۃ المبارک

صبح ۵ بجے مدینہ منورہ ائیرپورٹ پر سعودی ائیرلائن کی پرواز پر کراچی سے الحاج محمد احمد قادری کاروانِ اسلامی نے آنا ہے انہیں لینے چلے گئے۔ نمازِ فجر مطار (ائیرپورٹ) کی مسجد میں ادا کی تقریباً چھ بجے وہ باہر آئے انہیں لیکر شہر مدینہ طیبہ کا صبح کے وقت نظارہ کرتے قلب وجگر کو ٹھنڈا کرتے اپنی رہائش گاہ آن پہنچے ناشتہ کر کے سو گئے۔ جمعہ کے لیے بیدار ہوئے غسل کیا کپڑے بدلے احباب جمعہ کے جمع ہوئے نماز جمعہ کی امامت فقیر نے کرائی قاری محمد صدیق نے درود وسلام پڑھایا فقیر نے دعا کی کہ یا اللہ آج دنیا بھر جہاں جہاں اہل ایمان نے جمعہ ادا کیا اور بارگاہِ رسالت مآب میں سلام عرض کیا انہیں حرمین طیبین کی حاضری سے بہرہ مند فرما۔

بعد جمعہ حضور سید الشہداء امیر طیبہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی اور عصر سے قبل مسجد قباء شریف میں نوافل عمرہ ادا کیے۔ نماز عشاء حرم نبوی شریف میں آ گیا رات گئے مواجہہ اقدس کے سامنے سلام پیش کیا اور حال دل تو لجپال کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تو خود جانتے ہیں۔

مطعم الجمیل پر آ کر محترم محمد کاشف سے ملاقات کی قیام گاہ میں واپس آ کر سامان پیک کیا اور تھوڑی دیر آرام کیا۔

☆......۲۶ ر صفر المظفر ......۲۶ ر نومبر ہفتہ

آہ صد آہ مدینے سے جدائی اس بار حاضری کا آج جدائی دن ہے۔

جدائی کی گھڑیاں

جب مدینہ منورہ سے جدائی کی گھڑیاں قریب آتی ہیں تو عشاق کا اضطراب بہت بڑھ جاتا ہے۔ دیوانے مدینہ طیبہ جدائی کے غم میں بے چین ہو جاتے ہیں۔

مدینے شریف سے جدائی کا منظر لفظوں میں بیان کرنا بے حد مشکل ہے۔ امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری زید مجدہ' نے کافی حد تک عشاق کا مدینہ منورہ سے جدائی نقشہ کھنچا ہے۔

آہ! اب وقت رخصت ہے آیا الوداع تاجدارِ مدینہ
کوئے جاناں کی رنگیں فضاؤ! اے معطر مُعَنبر ہواؤ
صدمہ ہجر کیسے سہوں گا الوداع تاجدارِ مدینہ
لو سلام آخری اب ہمارا الوداع تاجدارِ مدینہ
کچھ نہ حُسنِ عمل کر سکا ہوں' نذر چند اشک میں کر رہا ہوں
بس یہی ہے مرا کل اثاثہ الوداع تاجدارِ مدینہ
آنکھ سے اب ہُوا خون جاری' روح پر بھی ہوا رنج طاری
جلد عطّار کو پھر بلانا الوداع تاجدارِ مدینہ

مدینے سے جدائی کا زخم

کیا خوب تھیں وہ چند گھڑیاں جو گذر گئیں جبکہ ہم حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر تھے جب وہ وقت یاد آتا ہے تو میرے دل کو چین نہیں آتا مدینہ کا جانا یاد آنا کتنا دردناک ہے۔

یہ کیفیت بھی صرف عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کو نصیب ہے کہ پہلے تو مدینہ پاک کی جدائی موت کے کڑوے گھونٹ سے کم نہیں ہوتی لیکن ناچارگی سے وطن پہنچنے کے بعد اداسی چھا جاتی ہے جی چاہتا ہے کہ پر مل جائیں تو آنکھیں جھپکنے سے پہلے وارد مدینہ پاک ہو جائیں۔

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی